الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

امیرِ دعوتِ اسلامی بحیثیتِ عالمِ دین

مؤلف

مفتی سید مبشر رضا قادری

امیرِ اہلسنّت و امیرِ دعوتِ اسلامی کے علمی مقام کے بارے
پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ پر ایک اچھوتی تحریر

لاثانی سی ڈی سینٹر
0300-4148793
0322-4163476
دربار مارکیٹ نزد مکتبۃ المدینہ لاہور

لاثانی سی ڈی سنٹر دربار مارکیٹ لاہور
مکتبہ فیضانِ مدینہ چوک گھنٹہ گھر
گوجرانوالہ

نام کتاب	امیرِ دعوت اسلامی بحیثیت عالمِ دین
مؤلف	مُفتی سید مُبشّر رضا قادری
تعداد	۲۲۰۰
ضخامت	۸۸ صفحات
قیمت	35
سن اشاعت	محرم الحرام ۱۴۲۸ھ فروری ۲۰۰۷ء
ناشر	لاثانی سی ڈی سینٹر دربار مارکیٹ لاہور
	مکتبہ فیضان مدینہ گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ

لاثانی سی ڈی سنٹر دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ فیضانِ مدینہ چوک گھنٹہ گھر

گوجرانوالہ

فہرست

انتساب

میں اپنے یہ اشکِ عنابی اُس شمسِ روزگار کے نام منتسب کرتا ہوں جو علم کا سیلِ رواں، قلزمِ فنونِ لطیفہ، مخفلِ جہانِ علم کا طلسم ساز، صراطِ شرع مطہر کا جادہ پیا، نطق و فلسفہ کا رازداں، تلمیذانِ علم جس کے دستِ نگر، جس کے ہم عصر فرطِ علم و فن میں ہمہ تن جبیں فرسا رہنے والے، ہرجائی کج روتخیلات حضرت علامہ مولٰنا غلام محمد تونسوی دام ظلہ، دام لطفہ، دام کرمہ، دام برکاتہ، دام فیوضہ العالیہ الینا والی عالمین القرآن والسنۃ کی ذاتِ ستودہ صفات کو جن سے میں پہلی بار دعوتِ اسلامی کے بین الاقوامی تین روزہ ملتان شریف میں ہونے والے اجتماع میں متعارف ہوا جب میں نے ان کو علماء ومشائخ کے مکتب میں دیکھا جہاں علم و فن کے دوسرے ماہتاب بھی پاکستان بھر سے شریک تھے لیکن ان پر اٹھنے والی میری پہلی نظر نے ہی ان کا اسیر کر دیا۔ آپ علماء میں موجود تھے لیکن مجتمعین سے بے خبر و بے نیاز، کوتاہ قد، دموی وسفیدی مائل رنگ، سر پر سفید عمامہ کا تاج، عجز و انکساری سے سر جکائے ہوئے جلوہ افروز تھے۔ اللہ مجدہ الکریم ان کی برکات کو ہمارے لیے ذریعہ بخشش بنائے۔

امین

مفتی بے بدل، مہتابِ گوجرانوالہ
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللطیف دامت برکاتہم عالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر سراپا تقصیر نے کتاب کو بعض چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا مضامین کو اچھوتہ پایا اور جس موضوع پر کتاب مستطاب لکھی گئی ہے بہت اچھا پایا حضراتِ علماء کو چاہئے کہ وہ اپنی صلاحیتیں دعوتِ اسلامی کو نوازیں اور زور آزمائی کی کوشش نہ کریں۔ دعا ہے کہ اس کتاب کی خوب تبلیغ واشاعت ہو۔ امین

الفقیر ابوسعید محمد عبداللطیف غفرلہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مترجمِ قرآن، فخر اہلِ سنت، مصنفِ کتب کثیرہ،
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم چند برسوں کی بات ہے کہ ایک مجلس میں بندہ ناچیز کو امیر دعوتِ اسلامی حضرت مولانا علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ کیساتھ ہم نشینی کا اتفاق ہوا حضرت کی فقہی جزئیات پر دسترس اور دلچسپی نے فقیر کو خاصا متاثر کیا زیر نظر

کتاب میں انہی حقائق سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ آج پندرھویں صدی کا مجدد بننے کیلئے جبکہ کئی شخصیات پر تول رہی ہیں۔ پیارے میٹھے اسلامی بھائیوں سے گزارش ہے کہ حضرت موصوف کو منصب مجدد پر فائز کرنے کا فریضہ وقت کے اکابر علماء ربانی کو تفویض کریں اگر خالق کائنات جل اعلانے یہ منصب حضرت کی قسمت میں رکھا ہوا ہے تو قدرت کاملہ سے علماء ربانی کے ذریعہ اسکا اظہار ہو جائیگا [۱] جو کہ انشاء اللہ عزوجل زیادہ قوی بھی ہوگا اور محفوظ عن الانتشار بھی، ان مختصر الفاظ کے بعد دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس کتاب کو بابرکت بناتے ہوئے محترم مصنف کے علم و عمل اور مساعی جمیلہ میں مزید برکت فرمائے۔ امین

محمد رضا المصطفیٰ ظریف القادری
خلیفہ مجاز شہزادہ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند
(مرکزی امیر ادارہ تعلیمات اسلامیہ گوجرانوالہ)
۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

---

[۱] مجدد وقت کا فیصلہ علماء ہی فرماتے ہیں اور الحمد عزوجل امیر اہلسنت کو وقت کے علماء حقہ نے منصب مجدد پر فائز کیا جیسے حضرت فضیلۃ الشیخ محمد یوسف ہاشم الرفاعی اور علامہ شیخ الحدیث والتفسیر محمد فیض احمد اویسی دام ظلھم وغیرہ جیسے جلیل القدر علماء کرام۔ مفتی صاحب کا اشارہ بھی ایسے ہی علماء کرام کی طرف ہے مزید تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ جل شانہ کا کروڑ ھا احسانِ عظیم کہ اس نے بندہ ناچیز کو یہ کلمات لکھنے کا موقعہ دیا میری اس تالیف میں یقیناً صدھا اغلاط ہوں گی کیونکہ ”الانسان مرکب من الخطاء والنسیان“ قارئین سے التماس ہے کی بندہ کو اغلاط پر مطلع فرمائیں میں اپنی اصلاح کے لیے ہر دم آپ کی رائے کا خیر مقدم کرتا رہوں گا۔ میں اپنے ان احباب کا تہہ دل سے مشکور رہوں جنہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ میں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا خاص کر علامہ مولانا محمد فہیم قادری صدر المدرسین و ناظم جامعۃ المصطفیٰ، علامہ مولانا سید محمد تصدق حسین شاہ مدرس جامعۃ المصطفیٰ، علامہ مولانا سید محمد زین العابدین عطاری، اور محمد امتیاز نقشبندی عطاری صاحبان سرفہرست ہیں۔

طباعت کے مراحل کتنے کھٹن ہوتے ہیں کہ یہ وہی جان سکتا ہے جو ان مراحل سے گزرا ہو بحمدہٖ تعالیٰ کتاب ھذا کی طباعت مکتبہ فیضانِ مدینہ گوجرانوالہ کو حاصل ہوئی دعا ہے کہ اللہ کریم بانی مکتبہ محمد تنویر عطاری صاحب کو اسی طرح دین کی اشاعت و پرچار کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ ابتدا

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء
والمرسلین امابعد

شورش ے خانہ انسان سے بالا تر ہے تو
زینتِ بزم فلک ہو جس سے وہ ساغر ہے تو
ہو دُرِ گوشِ عروسِ صبح وہ گوہر ہے تو
جس پہ سیمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تو
اقبال

تصویر کا پہلا رخ

آدمِ خاکی نے جب اپنی منزلِ افلاک کو چھوڑ کر جہانِ بے بنیاد کو اپنا مسکن بنایا تو ساتھ ہی طاغوت نے بھی اپنی خلشِ قلب کو ہوا دینے کے لیے آدم کی ہمراہی لی اور اس بات کی ٹھانی کہ تعلیماتِ صاحبِ حریم ﷻ و ساجدِ عظیم ﷺ کی بیباکانہ سیمابی کروں گا ،اُدھر رفتہ رفتہ اَبنائے آدم کی افزائش نے اس عالمِ بے رنگ و بو کو آباد کیا ،اِدھر قصہ ہابیل و قابیل سے طاغوت کی شیطنت کاری کی ابتدا ہوئی جو کہ انسان کا مقدر کی گئی تھی لیکن صاحبِ حریم نے بھی

اس عقدہِ مشکل کو سلجھانے کے لیے آفاقی تعلیمات کا انتظام کر رکھا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے خطوطِ عالم ابنائے آدم کی پناہ گزیں ہوئے اور بتقاضائے قضاءِ مبرم انبیاء و رُسل مخلوقِ ربِ لم یزل کی تعلیمات کے لیے نزول فرماتے رہے آخر وہ وقت بھی آن پہنچا جب اس سلسلہ نزولِ وحی کو اپنے انجام کو پہنچنا تھا لیکن آج ایک ایسی بازگشت ابنائے آدم کو سنائی دی جس نے ان کو ضابطہ حیات کی تعمیل میں آسانی فراہم کر دی، وہ بازگشت یہ تھی ”ان العلماء ورثة الانبياء“ بس وقت کا تیز دھارا بڑی سرعت سے اخلاقیاتِ ابنائے آدم کو بہالے جانے لگا لیکن صاحبِ شریعت ﷺ کے جاں نثار علماء و اولیاء نے اس دھارے کی اپنے بازوئے علم و روحانیت سے بنداری کی، ایک تھکا تو دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، تیسرے کے بعد چوتھا یکے بعد دیگرے اس دھارے کو تھامے رکھا لیکن تقدیر کو ہمارا امتحان لینا مقصود تھا کہ ان طاغوتی تابدار تخیلات کو کون سلجھاتا ہے۔

ایک وقت وہ آیا کہ طاغوت نے اپنا کارِ مذموم چند فرشی پسران کے سپرد کیا جو اپنے پدرِاول سے دس قدم آگے تھے اب کیا تھا پہلے تو ملتِ بیضا پر چھپ چھپ کر ہنگامہ آرائی ہوتی تھی مگر اب کھلے بندوں خالق و مخلوق کی عزت و ناموس پر حملے ہونے لگے، چشمِ جہاں اس حامی کو تلاش کرنے لگی جو ان بے ہمت و لاچار بندوں کو منزلِ مراد تک پہنچائے، گردشِ افلاک کا نظارہ دیکھیے کہ جوشِ حق کی ایک تجلی نے عروجِ ثریا سے ایک نجم علم و عرفاں کو ارضِ مقدس کے سپرد کر دیا بقول شاعر

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغِ چمن

پھر کیا تھا ہوائے چمنِ عالم بدلی اور فصلِ بہار گیتی نے ایک پھول کھلا دیا عشق والے ان کو پیکرِ عشق و وفا کہتے ہیں اہلِ صفا ان کو پروانہ شمعِ رسالت کہتے ہیں عقل والے ان کو

امام الکلام کہتے ہیں نظر والے ان کو رہبرِ بصیرت کہتے ہیں، محبِ رسول و عاملین قرآن وسنت ان کو امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

بقول علامہ عبد الستار ہمدانی "احمد رضا ایک وسیع النظر مدبر، عشق رسول اکرم کا پیکر، اپنے وقت کا ممتاز فقیہہ، علم وعرفان کا بہتا سمندر، کفر وارتداد سے امتِ مسلمہ کو بچایا، ایمان کی روشنی دی، کفر کی ظلمت کو چھانٹا، بے دینی کا پردہ چاک کیا، صراط مستقیم پر امت رسول ﷺ کو گامزن کیا...... جس کے قلم کی نوک سے نکلی ہوئی ہر بات بلکہ ہر لفظ ایسا جامع، مانع اور موثر تھا کہ جس کا رد کرنا محال تھا، جس کے قاہر دلائل وشواہد پہاڑ سے بھی زیادہ اٹل تھے جو ٹالے نہ ٹل سکتے تھے، دلائل کے میدان کا وہ شہسوار تھا، قلم کا وہ دھنی تھا، نفاذِ دلائل، سرعتِ کتابت، زورِ بیان، طرزِ تحریر، اثباتِ دعویٰ، اظہارِ حق، ابطالِ باطل، دفاعِ حق، فصاحت وبلاغت، علم وادب فضل ودانش، وضاحت وتشریح تفتیشِ رموز، انسدادِ ضرر، اجتہاد واستنباط، تحقیق وتدقیق، خطابت وکلام، ذہانت وفقاہت، استعداد وجلالتِ علم شعر وسخن، فن وحکمت وغیرہ میں وہ اپنی مثال آپ تھا"۔

بس اب کیا تھا چہار سو عالم عشاق کی چہل پہل ہونے لگی گھر گھر علم ودانش کے چراغ روشن ہونے لگے رفتہ رفتہ اس چمنستانِ رسالت ﷺ کے اس گلِ نو بہار کی بوِ خوش پر گستاخانِ رُسل ومرسل علیھم السلام کی بو بدغلبہ پانے لگی، ہوا وہی جس کا ڈر تھا کہ چمنِ عالم میں فصلِ بہار گیتی کا جو پھول کھلا تھا اب بہار ہی جاتی رہی تو اس فصلِ بہار کے جاتے ہی وہ گلِ بہار بھی چل بسا، اب چہار دہانگ عالم میں کفر وارتداد کا غوغہ مچ گیا، ابنائے آدم حسرت ویاس سے کسی مصلح کی راہ تکنے لگے جو رخنہِ ملتِ اسلامیہ کی پیوندکاری کرتا۔

آ گیا آ گیا آ گیا........... کون آ گیا؟..... وہی جس کا انتظار تھا وہ جو امتِ مسلمہ کی آہ وفغاں کا مداوا ہے، وہ جس نے کج روتخیلات کی بیخ کنی کرنی ہے، وہ جس نے

عریاں روش کی تعمیر نو کرنی ہے، وہ جس نے سر گزشتِ طاغوت کا قرطاس چاک کرنا ہے، وہ جس نے امت مظلومہ کو ساغر عشق کا جامِ آتشیں پلانا ہے، وہ جو خیال فلک نشیں رکھتا ہے، وہ جو ذوقِ تکلم سے سرمست ہے، وہ جو پیرہنِ شرع مطہرہ کا زیبِ گلو ہے..... کون ہے ایسا ماحی شیطنت ذرا نام تو بتاؤ ان کا؟

ان کو نائبِ امام احمد رضا بریلوی، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری کہتے ہیں۔ کسی نے ان کو حامی سنت، ماحی بدعت، مونسِ اہل لغت، نمونہ اسلاف، مجمہ فیضِ غوث ورضا، عالم باعمل، عاشقِ رسولِ مقبول ﷺ کہا تو کسی نے سرشارِ عشق ومحبت کہا کسی نے فدائے غوث الوریٰ وفدائے مدینہ، فدائے سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کہا تو کسی نے ناشر ومبلغ و پاسبان و ترجمانِ رضا کہا تو کسی نے مبلغِ اسلام و سنتِ خیر الانام کہا اور کسی نے مخدومِ اہل سنت، محسنِ ملت، پیر طریقت کہا تو کسی نے عالم باعمل، پیکرِ سنت، نائبِ اعلیٰحضرت، نائبِ غوثِ اعظم، مبلغ عصر، عالم نبیل، فاضلِ جلیل کہا، کسی نے محسنِ دین وملت کہا، تو کسی نے شیخِ وقت، صاحبِ عشق ومحبت کہا، کسی نے مردِ قلندر، پیکرِ صدق وصفا، مجسمہ خلوص ووفا کہا۔ یہ القاب کہکشانِ فلک کے ان مہکتے ستاروں کے عطا کردہ ہیں، جو خود وقت کا کوئی مفتی ہے تو کوئی عالم دین، کوئی مدرسِ بے مثل ہے تو کوئی مصنفِ کتب کثیرہ ہے کوئی خلیفہ اعلیٰحضرت ہے تو کوئی جگر گوشہ شارح بخاری ہے، ان کے اسما بالترتیب ملاحظہ فرمائیں، علامہ شریف الحق امجدی، علامہ فیض احمد اویسی، علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی، علامہ مفتی محمد اشفاق، علامہ مفتی محمد اشرف سیالوی، علامہ محمد حسن رضا، علامہ ابوداؤد محمد صادق، علامہ گل احمد عتیقی، علامہ مفتی ابراہیم، علامہ عبدالستار سعیدی، علامہ مفتی محمد خان، علامہ محمد یار، علامہ صدیق ہزاروی، علامہ محمد محب الحق، علامہ حلیم احمد اشرفی، علامہ رضا المصطفیٰ، علامہ عظمت علی، علامہ حافظ محمد رمضان، علامہ عارف سعیدی، علامہ صاحبزادہ عبدالمالک، علامہ خادم حسین، علامہ

محمد ناصر، علامہ سید نظام علی شاہ، علامہ مقبول احمد، علامہ مفتی شوکت سیالوی، علامہ شفیق احمد قادری، علامہ ضیاء الحسن، علامہ محمد امین، علامہ گوہر علی، علامہ احمد یار، علامہ عبدالحمید چشتی علامہ شیر محمد رحمھم اللہ ودامت برکاتھم العالیہ، ان علم کے ماہتابوں کا امیرِ اہلسنت کو ان القاب سے نوازنا کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے بلکہ آئندہ آنے والے اوراق سے یہ عیاں ہو جائے گا کہ امیرِ اہلسنت کی عظیم ہستی ایک ایسا گوہرِ نایاب ہے کہ جن کے لیے القاب خود محتاجِ بیان ہوتے ہیں۔

تصویر کا دوسرا رخ

آج جب کہ دنیا سمٹ کر ایک گلوبل ویلیج کی سی کیفیت میں دنیا کے سامنے ہے۔ سائنس و میڈیا کے اس دور میں ہر انسان مادیت وظاہریت میں اپنی فلاح وکامرانی کا متلاشی نظر آتا ہے۔ دیگر اقوامِ عالَم کی طرح اب مسلم امہ بھی اپنے جزیاتِ دین کو ایک سائنٹیفک نظریہ انداز سے دیکھتی نظر آتی ہے۔ بنی نوع انساں کی تربیتِ اخلاق کے لیے اللہ مجدہ الکریم نے مختلف ادوار میں اپنے مقرب بندوں انبیاء ورُسل کے ذریعے رہنمائی فرمائی، بعد ازیں اصحاب رسول، تابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنھم نے اس فریضہ کی تکمیل کے لیے انتھک محنت وکوشش کی مگر معلم کائنات ﷺ کے اس قول زریں ان العلماء ورثۃ الانبیاء' بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ کے پیشِ نظر اب جبکہ سلسلہ نبوت کا نزول نبی آخر الزمان ﷺ پر رک چکا ہے علماءِ اسلام ہی دین کے وہ ورثِ نباء ہیں جنہوں نے راہِ صراط سے بھٹکے ہوئے فرزندانِ آدم کو راہِ ہدایت پر گامزن کرتے رہنا ہے۔

چودھویں صدی ہجری جہاں آفتابِ نصفِ نہار لے کر شروع ہوئی جس میں نظریاتِ بنی نوع انساں ایک جدید رنگ لے کر سامنے آئے زعماء اسلام کو جدید اذہان سے نمٹنے کے لیے مختلف طرق سے افہام وتفہیم سے کام لینا پڑا، لیکن دور جدید اس امر کا

مقتضی تھا کہ عصرِ حاضر کی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حکمتِ عملی سے تبلیغِ دین کا کام سرانجام دیا جائے لہٰذا تاریخ نے ایک مرتبہ پھر ورق گردانی کی جس کے نتیجہ میں باب المدینہ کراچی سے ایک ایسی تحریک نے جنم لیا جس نے اپنی قوم کی طاغوتی طاقتوں سے بازیابی کے لیے وہ آفاقی تعلیمات جن کا معلمِ کائنات ﷺ نے علماء کو وارث ٹھہرایا تھا تبلیغِ دین کا کام شروع کیا، دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک نے چہار دانگ عالم میں عشقِ رسول ﷺ کی ضوفشانی کی اور نفس و شیطان کے دام تذویر سے انسانوں کو باہر نکالا، آن کی آن اس تحریک کے چرچے عوام سے اب علماء میں بھی ہونے لگے، علماء بہت خوش تھے کہ اجتماعی تبلیغِ دین کی کمی جو ہم ایک عرصہ سے محسوس کر رہے تھے چلو کسی نے تو اس کام کا بیڑا اسنبھالا لیکن اسی اثناء میں شیطان نے بھی اپنا کام تیز کر دیا، کیونکہ شیطان کو اپنے مذموم مقاصد ختم ہوتے دکھائی دے رہے تھے لہٰذا اس نے لوگوں کے دلوں میں ایسی باتیں ڈالنی شروع کیں جس سے اس کا مقصد لوگوں کو اس عظیم فریضہ سے باز رکھنا تھا اس مذموم مقصد کے لیے اور تو اس کو کوئی سوجھی نہ اس نے امیرِ تحریک کے بارے میں یہ غوغہ مچایا کہ ''امیرِ تحریک تو عالم دین ہی نہیں ہیں'' یہ ایک ایسا نظریہ تھا جس کی وجہ سے اُسے اپنی طاغوتی چال کامیاب ہوتی دکھائی دے رہی تھی کیوں کہ وہ اپنے اس نظریہ کی رو سے یہ باور کروانا چاہ رہا تھا کہ کیونکہ تحریک دعوت اسلامی کو مریدین علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری کی وجہ سے عروج ملا تھا اور مسند ارشاد پر فائز ہونے کے لیے عالم دین ہونا شرط ہے اگر وہ اپنے اس نظریہ میں کامیاب ہوتا ہے تو تمام مریدین کی بیعت ٹوٹ جاتی ہے جس کی بنا پر امتِ مسلمہ کی عظیم روحانی و تبلیغی تحریک کی بنیاد کمزور ہو جاتی ہے۔ لہٰذا سادہ لوح عوام کے علاوہ بعض اکابر بھی ان شکوک و شبہات کا شکار ہوئے، یہ ابلیس لعین کا وار ایسا تھا جس کی بنیاد سراسر جھوٹ پر مبنی تھی، امیرِ دعوتِ اسلامی کا ان جلیل القدر علماءِ اہلسنت میں شمار ہوتا ہے جنہوں نے شجرِ اسلام

کی آبیاری کی ، اب ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ امیرِ تحریک اپنے سر پر کوئی علامتی نشان کندہ کر لیں جس سے دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ حضرت موصوف عالم بھی ہیں اور ان کو فلاں علومِ درسیہ و علوم اسلامیہ پر دسترس حاصل ہے اور حضرت نے فلاں معروف درس گاہ سے استفادہ علم کیا ہے۔ حالانکہ شواہد موجود ہیں کہ جمیع علماء اسلام آپ کو ایک جلیل القدر عالم دین گردانتے ہیں اور آپ نے باقاعدہ علوم اسلامیہ کا استنباط کیا ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ عوام ِاہلسنت آپ کو اپنا امیر تسلیم کرتی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ دعوت اسلامی اہلسنت کی نمائندہ تبلیغی تحریک ہے اور اگر ایسے نظریات کا باب ابھی سے بند نہ کیا گیا تو ناگہاں شیطان اپنے طاغوتی مشن میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر مولٰنا محمد الیاس قادری صاحب کی طرح دیگر علماء اہلسنت کو اِسی طرح ہدف تنقید بنایا جاتا رہا تو ہوسکتا ہے صفحہ ہستی میں یارسول اللہ ﷺ کی صدا بلند کرنے والے شاید ڈھونڈنے سے ہی ملیں۔

بندہ ناچیز کی یہ ادنیٰ سی کاوش میرے اوقات کا ایک قیمتی مصرف ہے جس کو میں نے عوام وخواص کی عدالت میں بعجز و نیاز پیش کر دیا ہے تاکہ علماء پر اعتراضات کرنے سے پہلے ذرا یہ سوچ لیا کریں کہ علماء اس قوم میں روح محمدی ﷺ پھونکنے کا کام کر رہے ہیں ہم علماء پر اعتراض کر کے حقیقت میں قلبِ ابلیس کو ہر دم خوش کر رہے ہیں اور ابلیس لعین اپنے چیلوں کو پکار پکار کر کہ رہا ہے کہ!

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدی اس کے بدن سے نکال دو!

ابن حکیم
مُفتی سید مُبشّر رضا قادری

علم

علم ایک ایسا بحرِ بے کنار ہے کہ جس کے غواص کو وہ نایاب گوہر نصیب ہوتے ہیں جن کی قیمت خود گوہر بار کو بھی معلوم نہیں ہوتی بازارِ خرد کے گوہر شناس پر اس کی قیمت خوب عیاں ہے اور کیوں نہ ہو کہ خالقِ کل خود صفتِ علم سے موصوف ہے بقول شاعر

علم کے حیرت کدے میں ہے کہاں اس کی نمود
گل کی پتی میں نظر آتا ہے رازِ ہست و بود

اللہ عزوجل علم والوں کی شان میں فرماتا ہے:

"اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا" اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

(القرآن، فاطر ۲۸)

حقیقت تو یہی ہے کہ مالک نے عالمِ رنگ و بو کی تزئین ہی اپنے اپنی صفات کو آشکار کرنے کے لیے کی تو بتقاضائے بشریت و مخلوق ہم پر یہ حق ہے کہ اس خالق کی ہمہ وقت خشیت و بندگی کی جائے اور یہ کارِ بندگی باحسن صرف صاحبِ علم ہی سر انجام دے سکتے ہیں، یقیناً ہر ذی شعور اس امر کا متمنی ہے کہ خالقِ حقیقی کی ہر دم خشیت کی جائے اور پھر خشیت کا پیمانہ ہمیں خود خشی الیہ نے دے دیا کہ علم ہی ایک ایسی کلید ہے جس سے قفلِ خشی

دورا کھلے گا۔ اب علم کس کو حاصل کرنا چاہیے، کیا اس کی کوئی قیودات و پابندیاں ہیں؟ اس کے لیے شارع علیہ التحیہ والثناء ﷺ ہماری رہنمائی فرماتے ہیں۔ سرورِ لالہ رخاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین" اللہ تعالیٰ جس کے لیے خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

(صحیح بخاری ۱/۱۶ مطبوعہ نور محمد کراچی)

آپ ﷺ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"لا حسد الا فی اثنتین رجل اتاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل اتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا" صرف دو چیزوں پر رشک کرنا مستحسن ہے، ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو نیکی کے راستہ میں خرچ کرتا ہو، اور ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے حکمت دی ہو وہ اس کے مطابق فیصلے کرے اور اس کی تعلیم دے۔

(صحیح بخاری ۱/۱۷ مطبوعہ نور محمد کراچی)

مذکورہ بالا سطور سے معلوم ہوا کہ علم کا حصول ہر کس و ناقص کو ضروری ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ علم وہی ضروری ہے جس کے لیے جزاء و خیر کی نوید سنائی گئی ہے نہ کہ وہ جو وبالِ جاں ہو لہٰذا علم کے قبل از حصول اس کا تعین ضروری ہے کہ کہیں بے فائدہ کی تگ و دو میں گمراہی کے راستہ کا مسافر نہ بن جائے۔ حجۃ الکاملین امام الواصلین حضرت ابوالحسن سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"واضح رہے کہ انسان کی عمر مختصر ہے اور علم کی کوئی انتہا نہیں، اس لیے تمام علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں ہے، مثلاً علمِ نجوم، طب، حساب، اور عجائباتِ عالم کا علم، البتہ اتنا علم

ضروری ہے جتنا شریعت سے متعلق ہو، مثلاً اتنا علم نجوم جس سے رات کے اوقات کی تعیین کی جاسکے، علم طب اس قدر کہ صحت کی حفاظت کی جاسکے، اسی طرح علم حساب اتنا جس سے وراثت، ضروری لین دین، یا عدت وغیرہ کے مسائل حل ہوسکیں، الغرض اتنا اور اسی قدر فرض ہے جس سے عمل درست ہو اللہ تعالی نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو بے فائدہ علم حاصل کرتے ہیں"۔ (کشف المحجوب صفحہ ۸۸)

علم کی تعریف

علم کی تعریف دو اعتبار سے کی گئی ہے:

(ا) متکلمین و حکماء کے اعتبار سے (۲) شریعت محمدیہ کی جانکاری کے اعتبار سے

متکلمین و حکماء کے نزدیک علم کی تعریف:۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی فرماتے ہیں:

"العلم صفة يتجلى بها المذكور لمن قامت هي به......الخ" علم ایک ایسی صفت ہے جس کے سبب وہ چیز منکشف اور واضح ہوجاتی ہے جس انسان کے ساتھ وہ صفت قائم ہو۔ یعنی وہ چیز ایسی ہو جس کا ذکر کیا جاسکے اور اس کو تعبیر کیا جاسکے خواہ وہ چیز موجود ہو یا معدوم ہو، یہ تعریف حواس کے ادراک اور عقل کے ادراک کو شامل ہے۔ خواہ عقل کے ادراکات، تصورات ہوں یا تصدیقات، اور تصدیقات خواہ یقینیہ ہوں یا غیر یقینیہ، لیکن اس تعریف میں انکشاف کو مکمل انکشاف پر محمول کرنا چاہیے جو ظن کو شامل نہیں ہے، کیوں کہ علم ان کے نزدیک ظن کا مقابل ہے، اور جب اس تعریف میں انکشاف کو انکشاف تام پر محمول کریں گے تو پھر علم کی تعریف سے تصورات اور ظن خارج ہوجائیں گے اور صرف جزم باقی رہے گا"۔

(شرح عقائد النسفی ص ۱۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

شریعتِ محمد یہ کی جانکاری کے اعتبار سے علم کی تعریف:۔ حضور داتا گنج بخش ہجویری علم کی تعریف یوں فرماتے ہیں:

"علم اوصافِ حمیدہ میں سے ہے اس کی تعریف معلوم چیزوں کا احاطہ اور ان کی وضاحت ہے اس کی بہتر تعریف یہ ہے کہ علم ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعے انسان عالم ہو جاتا ہے"۔

(کشف المحجوب ص ۱۰۱ مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور)

المفردات فی غریب القرآن میں علم کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

"العلم :ادراك الشئی بحقیقته وذلك ضربان احدهما ادراك ذات الشئی والثانی الحکم علی الشئی بوجود شئی هو موجود له او نفی شئی هو منفی عنه فالاول هو المتعدی الی مفعول واحد نحو لا تعلمونهم الله یعلمهم والثانی المتعدی الی مفعولین نحو قوله :فان علمتموهن مومنات وقوله :یوم یجمع الله الرسل الی قوله :لاعلم لنافاشارة الی ان عقولهم طاشت والعلم من وجه ضربان :نظری وعملی فالنظری مااذاعلم فقد کمل نحو العلم بموجودات العالم والعملی مالایتم الابان یعمل کالعلم بالعبادات ومن وجه آخر ضربان:عقلی وسمعی واعلمته وعلمته فی الاصل واحد الاان الاعلام اختص بماکان باخبار سریع والتعلیم اختص بمایکون بتکریر وتکثیر حتی یحصل منه اثرفی نفس" کسی چیز کی حقیقت کا ادراک کرنا علم ہے اور علم کی دو اقسام (۱) کسی چیز کی ذات کا ادراک

کرنا (۲) کسی چیز پر وجودِ شیٔ کا اسطرح حکم لگانا کہ فلاں چیز موجود ہے یا اسطرح حکم لگانا کہ فلاں چیز موجود نہیں ہے۔ پہلی قسم متعدی بیک مفعول ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے 'تم ان کو نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے' اور دوسری قسم متعدی بدو مفعول ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے 'تم ان عورتوں کو مومن جانو' اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے 'جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرے گا' اللہ کے اس قول تک کہ 'ہمیں کسی چیز کا علم نہیں ہے' اور علم کی ایک دوسری تقسیم بھی ہے جسکی دو انواع ہیں (۱) نظری (۲) عملی: نظری یہ کہ جب کسی چیز کا علم ہو گیا تو وہ علم مکمل ہو گیا جیسے موجودات کا علم۔ عملی یہ ہے کہ جب تک عمل نہ ہو علم مکمل نہ ہوگا جیسا کہ عبادات کا علم۔ اور دوسری نوع عملی کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) عقلی (۲) سمعی: اعلام (کسی کو علم دینا) اور تعلیم حقیقت میں ایک ہی چیز ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اعلام اخبار سریعہ کے ساتھ خاص ہے اور تعلیم تکرار و کثرت مباحثہ کے ساتھ خاص ہے یہاں تک کہ اس تکرار و کثرت مباحثہ سے نفس میں اثر پیدا ہو جائے۔

(المفردات فی غریب القرآن ۱/۳۴۳)

علم کی اقسام

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ علم کی اقسام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

''علم دین کی دو اقسام ہیں ایک وہ کہ جس پر قرآن وحدیث کے سمجھنے کا دار و مدار ہے جیسے لغت، نحو اور صرف وغیرہ کا علم، دوسرے وہ جو عقیدے، عمل اور اخلاق سے تعلق رکھتا ہے ان کے علاوہ ایک علم وہ ہے جو نور ہے اس سے خدائے تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس کو علمِ حقیقت کہتے ہیں قرآن وحدیث میں جس علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے وہ حسب درجہ علم کی ان تمام قسموں کو شامل ہے''۔

(ماخوذ از اشعۃ اللمعات)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''ہاں آیات واحادیث دیگر کہ فضیلت علماء وترغیب علم میں وارد، وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب، اس کے آگے کوئی درجہ فضیلت وترغیب اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات واحادیث میں مراد نہیں ہوسکتا اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط خواہ وساطۃً مثلاً نحو وصرف و معانی وبیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لئے وسیلہ ہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۳/۶۲۶)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ وہ علوم جن سے قرآن وحدیث سمجھ میں آجائے اور اس سے مسائلِ فقہیہ واضح ہوجائیں وہ تمام علوم علمِ دین کی اقسام سے ہیں۔

علم کی تعریف میں علماء کا اختلاف

علم ایک ایسی چیز ہے کہ اس میں علماءِ اسلاف کا قدیم اختلاف پایا جاتا رہا ہے اسی اختلاف کی طرف شارح بخاری بھی گئے ہیں۔ شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صحیح یہ ہے کہ علم اجلیٰ بدیہات سے ہے ہر خاص وعام جانتا ہے کہ علم کیا چیز ہے اسلئے یہ اصطلاحی تعریف سے مستغنی ہے نیز اسکی تعریف بہت زیادہ مشکل ہے ہزار ہا سال غور وخوض بحث وتمحیص کے بعد بھی آج تک منقح نہ ہوسکی ہمارے حضرات ماتریدیہ نے علم کی تعریف یہ کی ہے، علم ایک ایسا نور ہے جو اللہ عزوجل نے انسان کے قلب میں پیدا فرمایا ہے کہ اس سے جس چیز کا تعلق ہوتا ہے وہ منکشف ہوجاتی ہے جیسے آنکھ میں دیکھنے کی قوت ہے۔''

(نزھۃ القاری شرح البخاری ۱/۳۴۸)

عالم چونکہ علم کی صفت سے موصوف ہوتا ہے اس لیے یاد رکھنا چاہیے کہ علم دین کی بھی کچھ اقسام ہیں جیسے صرف، نحو، بلاغت، ادب، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث اصول حدیث، فلسفہ، منطق، وغیر فنون کا علم۔ اب علماءِ اسلاف میں اس چیز کا اختلاف پایا جاتا تھا کہ کن فنون کا ماہر عالم کہلاتا ہے آیئے ہم کچھ علماء کرام کی تصریحات بیان کرتے ہیں۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علمِ دین فقہ وحدیث ہے منطق وفلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۱۰/۴۵۵)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تک تو بیشک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق، اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۳/۶۲۷)

یہ علم کا اختلاف وہی ہے جس کو آج تک کوئی نہیں سلجھا سکا جس کی رائے میں جو تعریف اچھی ہوتی ہے وہ اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عالم کی بھی تعریف کرتا ہے کیونکہ عالم کی تعریف معلق ہے علم کی تعریف پر جب علم کی تعریف میں ہی اختلاف ہوگا تو عالم کی تعریف کرنے میں دشواری ہوگی۔

راقم الحروف بحمدہ تعالیٰ صدہا دلائل اس عنوان کے تحت قائم کرسکتا ہے بخوفِ طوالت اب معیارِ علم کے بارے بیان کیا جاتا ہے۔

معیارِ علم

علم کی تعریف و قیودات جاننے کے بعد اب دیکھتے ہیں کہ شریعت نے کس علم کو علم کہا ہے اور کس کی نفی کی ہے۔

علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا:

"عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال لیس العلم عن کثرۃ الحدیث ولکن العلم من کثرۃ الخشیۃ" ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ علم کثیر مباحثہ کا نام نہیں بلکہ علم اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے کا نام ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ۳/۵۵۵)

علامہ قرطبی ﷫ علم کی تعریف کے بارے رقم طراز ہیں:

"قال احمد بن صالح المصری عن ابن وھب عن مالک قال ان العلم لیس بکثرۃ الروایۃ وانما العلم نور یجعلہ اللہ فی القلب" احمد بن صالح مصری، ابن وھب کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ امام مالک فرماتے ہیں علم کثیر روایات کرنے کا نام نہیں اور بیشک علم تو ایک ایسا نور ہے جس کو اللہ دل میں نقش کرتا ہے

(تفسیر قرطبی ۱۴/۳۴۳)

حقیقت تو یہ ہے کہ علم چاہے جتنا بھی ہو بے فائدہ و وبالِ جان ہے جب تک یہ کہ علم کے ساتھ عمل، خشیت الٰہی، عجز و انکساری وغیرہ امور لازمہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

فضائلِ علم

فضائل علم پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے حصول برکت اور مناسبتِ موضوع کے تحت میں بھی

چند نصوص سے فضائل علم بیان کرتا ہوں۔

''اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

''وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً'' اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

(القرآن، طہٰ ۱۱۴)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''کہ اس آیت کریمہ سے علم کی فضیلت واضح ہوتی ہے اسلئے کہ اللہ مجدہ الکریم نے اپنے پیارے حبیبِ لطیف کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کے طلب کرنے کا حکم نہیں فرمایا''۔

(فتح الباری شرح البخاری ۱/۱۳۰)

مذکورہ بالا روایت سے علم کی فضیلت باخوبی عیاں ہوتی ہے کہ وہ چیز جس کے طلب زیادتی پر خالقِ کل مصر ہوا اور گر علم کے علاوہ کسی اور چیز میں فضیلت ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز میں زیادتی کے حصول کی تعلیم فرماتا بہر حال ہم کو بھی چاہیے کہ حصولِ علم کے لیے ہر دم کوشاں رہیں۔

''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا'' اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

(القرآن، فاطر ۲۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''العلم حیاۃ الاسلام و عماد الدین'' علم اسلام کی زندگی اور دین کا ستون ہے۔

(کنز العمال ۱۰/۷٦)

زندگی ایک ایسی چیز ہے جس پر کسی امر مطلوب کی اساس بقا ہو، جس طرح

کہا جاتا ہے کہ معاشرہ کی زندگی اور بقا بھائی چارگی سے ہے اسی طرح اسلام کے بارے میں بھی کہا گیا کہ اس کی زندگی اور اس کے باقی رہنے کا دار و مدار علم سے ہی ہے۔ اسی طرح ستون بھی اس کو کہتے ہیں جس پر عمارت کی چھتوں کا بوجھ ہوتا ہے اور وہ اس کو مضبوط و قائم کیے رکھتا ہے۔ لہٰذا علم کو بھی ستون سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ علم بھی عمارت اسلام کو ستون کی طرح قائم کیے رکھتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”تدارس العلم ساعة من الليل خير من احيائها“ رات میں ایک گھڑی علم کا پڑھنا پوری رات جاگنے سے بہتر ہے۔

(مشکوٰۃ ص۳۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

خوش قسمت ہیں وہ طالب علم جن کی راتوں کی نیند کتب بینی، سبق یاد کرنے اور سبق کے تکرار کرنے میں گزرتی ہیں وہ اس حدیث پاک کے مصداق ہیں۔ طلباء کو اس حدیث سے درس حاصل کرنا چاہے کہ بغیر نوافل واذکار سے صرف علم دین کے لیے تھوڑی دیر جاگنا پوری رات عبادت کرنے کا درجہ رکھتا ہے مزید اس حدیث پاک کے بارے پڑھیے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک گھنٹہ آپس میں علم کی تکرار کرنا، استاد سے پڑھنا، شاگرد کو پڑھانا، کتاب تصنیف کرنا یا ان کا مطالعہ کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے“۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱/۲۵۱)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"العلم میراثی و میراث الانبیاء قبلی" علم میری میراث ہے اور جو مجھ سے پہلے انبیاء گزرے ہیں ان کی میراث ہے"۔

(کنز العمال ۱/۷۷)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کا علم، اس نے دوبارہ آکر وہی سوال کیا، آپ نے اس کو وہی جواب دیا، اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو آپ سے صرف عمل کے متعلق سوال کیا ہے آپ نے فرمایا عمل کم ہو یا زیادہ اس کے ساتھ تمہیں علم نفع دے گا اور جہل تم کو نفع نہیں دے گا خواہ اس کے ساتھ عمل کم ہو یا زیادہ"۔

(نوادر الاصول ۴/ ۱۰۱ مطبوعہ دار الجیل بیروت، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۱۲۴۰، جمع الجوامع رقم الحدیث ۳۶۵۹، کنز العمال رقم الحدیث: ۲۸۷۳۱)

مولنا سعیدی اس حدیث کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں اس سے استدلال صحیح ہے۔

(تبیان القرآن ۸/ ۶۱۱)

ابو جعفر نے کہا عالم کی موت ابلیس کے نزدیک ستر عابدوں کی موت سے زیادہ محبوب ہے۔

(شعب الایمان ۲/ ۲۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مذکورہ بالا تمام بحث سے واضح ہوا کہ علم حاصل کرنا بہت درجہ واہمیت رکھتا ہے۔

عالم کی تعریف

اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اوس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط خواہ وساطۃً مثلاً نحو وصرف ومعانی وبیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہیم قرآن وحدیث کے لیے وسیلہ ہیں اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد متکلم جیسے خود اوس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہو سکتی مصطفیٰ ﷺ جنھوں نے علم وعلماء کے فضائل عالیہ وجلائل غالیہ ارشاد فرمائے اونھیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علماء وارث انبیاء کے ہیں انبیاء نے درم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اوس نے بڑا حصہ پایا اخرج ابو داؤد والترمذی وابن ماجه وبن حصان والبیهقی عن ابی درداء رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقول فذکر الحدیث فی فضل العلم وفی آخر ان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذبحفظ واقر بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تو بیشک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق ورنہ مذموم و بد ہے جیسے فلسفہ ونجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت بہر حال اون فضائل کا مورد نہیں نہ اوس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں ائمہ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اوس کا نام دفتر علماء سے محو ہو جائے''۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم ۱۰/۱۶،۱۷)

حضرت علی ؓ عالم کی تعریف وعلامات کے بارے ارشاد فرماتے ہیں:

”ان الفقیه حق الفقیه من لم یقنط الناس من رحمة الله ولم یرخص لهم فی معاصی الله تعالیٰ ولم یومنهم من عذاب الله ولم یدع القرآن رغبة عنه الی غیره انه لا خیر فی عبادة لا علم فیها ولا علم لافقه ولاقراة ولا تدبر فیها“ سچا فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اللہ تعالیٰ کی معصیت میں لوگوں کو رخصت نہ دے اور نہ ہی لوگوں کو مکمل طور پر اللہ کے عذاب سے امان دے اور قرآن کے (اصولوں) سے اعراض کرتے ہوئے کسی شخص کیلئے قرآن کو نہ چھوڑے کیونکہ ایسی عبادت میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس میں علم نہ ہو اور نہ ایسے علم میں بھلائی ہے جس میں فقاہت نہ ہو، ورنہ ہی ایسی قراءۃِ قرآن میں بھلائی ہے جس میں غور وفکر نہ ہو۔

(تفسیر قرطبی ۱۴/۳۴۴)

عالم کی فضیلت

عالم ہونا ایک ایسا متاعِ دینوی واخروی ہے کہ جس کو یہ حاصل ہوتا ہے وہ مخلوق عالَم سے ممتاز ہوتا ہے چند فضائل ملاحظہ فرمائیں۔

دارمی نے مکحول سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ان فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناهم تلا هذا الایة انما یخشی الله من عباده العلماء ان الله وملائکته واهل سماواته واهل ارضیه والنون فی البحر یصلون علی الذین یعلمون الناس الخیر“ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنا پر پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ”بے شک اللہ سے وہی ڈرتے

ہیں جو صاحبِ علم ہیں' بیشک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں والے اور زمین والے اور سمندر کی مچھلیاں اس پر رحمت بھیجتے ہیں جس کو وہ لوگوں میں سے بہتر عالم تصور کرتے ہیں۔

(تفسیر قرطبی ۱۴/۳۴۴)

"ان العلماء ورثة الانبیاء" بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں علیہم الصلاۃ والسلام۔

(سنن ابی داود، ۲/۱۵۷)

اعلحضرت فاضل ہند رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اولیائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں :صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے اس لئے حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا) بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے ،منہ میں لگام ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۱/ ۵۲۸)

کیا عالم کے لیے سند یافتہ ہونا ضروری ہے؟

یہ نکتہ محلِ غور ہے کہ کیا عالمِ دین وہی ہے جس کے پاس اُس کاغذ کا ٹکڑا جس کو عام مفہوم میں سند سے تعبیر کرتے ہیں موجود ہو؟ اگر ایسا ہی ہے تو آج کے جدید دور میں پرنٹنگ پریس کی سہولت موجود ہے جس کو عالم بننے کا جذبہ جاں گزیں ہو وہ پریس سے رابطہ کر کے ایک کیا سینکڑوں اسناد ترتیب دے لے۔ یہ امر اہلِ نظر پر خوب عیاں ہے کہ میدانِ علم میں

سند کی کوئی حیثیت نہیں ہے علم وہ ہے جو دل و دماغ میں ہو اور اس کا احساس اس صاحب کے قول و فعل سے ہوتا ہے۔

اعلیحضرت رضی اللہ عنہ سے جب اس قسم کا سوال ہوا تو آپ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا:

''مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتب فارسی اور اردو کے جو کہ معمولی درس میں پڑھی ہوں اور اوس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علماء گرامی سے کوئی سند تحصیل علم نہ حاصل کی ہو اگر وہ شخص مفتی بنے یا بننے کا دعویٰ کرے اور آیات قرآنی اور احادیث کو پڑھکر اوس کا ترجمہ بیان کرے اور لوگوں کو باور کراوے کہ وہ مولوی ہے تو ایسے شخص کا حکم یا فتویٰ اور اقوال قابل تعمیل ہیں یا نہیں اور ایسے شخص کا کوئی دوسرا شخص حکم نہ مانے تو اسکے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: سند کوئی چیز نہیں بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی اون کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی۔ علم ہونا چاہیے اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علماء کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل اون کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آجکل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے پس اگر شخص مذکور فی السوال خواہ بذات خود خواہ بفیض صحبت علماء کاملین علم کافی رکھتا ہے جو بیان کرتا ہے غالباً صحیح ہوتا ہے اوسکی خطا سے اوس کا صواب زیادہ ہے تو حرج نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم ۱۰/۲۳۱)

مفتی جلال الدین امجدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''علم حاصل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ طالب علم بن کر کسی مدرسہ میں اپنا نام

لکھائے اور پڑھے جیسا کہ رائج ہے بلکہ اس کا مطلب یہ کہ علمائے اہلسنت سے ملاقات کر کے شریعت کا حکم ان سے معلوم کرے یا معتبر اور مستند کتابوں کے ذریعہ حلال وحرام اور جائز وناجائز کی جانکاری حاصل کرے''۔

(علم اور علماء از مفتی جلال الدین امجدی ص ۲۴)

علماءِ سوء کی مذمت

جہاں پر علم وعلماء کے فضائل و برکات ہیں وہاں بے عمل علماء کے لیے شریعت نے بہت سختی اختیار کی ہے۔

حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ غافل علماء کے بارے فرماتے ہیں:

''غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے اپنے دل کا قبلہ دنیا کو بنا رکھا ہے شریعت میں رخصتوں اور آسانیوں کی تلاش میں رہتے ہیں بادشاہوں کے حواری و پجاری ہیں اور ان کی سرکار دربار کے طواف کو وظیفہ حیات سمجھتے ہیں مخلوق میں جاہ و مرتبہ ان کے نزدیک معراج ہے فخر وغرور کی بدولت اپنی چالاکی اور عیاری پر فخر کرتے ہیں زبان وبیان میں تکلف و بناوٹ سے کام لیتے ہیں، اساتذہ اور ائمہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں بزرگان دین کے بارے میں نہایت ہلکے پن کا اظہار کرتے ہیں اگر دونوں جہاں بھی ان کے ترازو کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تو کچھ بار نہ پاسکیں حسد اور عناد ان کی فطرت اور خمیر بن چکا ہے، الغرض یہ ساری باتیں علم کے دائرے سے باہر ہیں علم تو ایسی نعمت ہے جس سے اس قسم کی تمام جاہلانہ باتیں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں''۔

(کشف المحجوب ص ۱۰۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

علماء کی تذلیل وتحقیر کرنا کیسا ہے؟

علماء سوء کی مذمت پڑھنے کے بعد ہم بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے بارے جو بات بات پر علماء کو لعن و تشنیع کرتے نہیں چوکتے اور معاذ اللہ کچھ تو ایسے ہیں جو علماءِ حق کو گالیاں بھی دیتے ہیں ان لوگوں کے لیے شریعت نے حکم کفر لگایا ہے اس موضوع پر ہم علماءِ کرام کی کچھ تصریحات بیان کرتے ہی۔

اعلٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ حاضرِ خدمت ہے جو انشاء اللہ اس عنوان کو کفایت کرے گا۔

"مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عالم وفقیہ کو گالی دے یا حقارت کرے تو اس کے اوپر حکم کفر جاری ہو گا یا نہیں اور اکثر عوام الناس اس زمانے میں عالموں کو گالی دیتے اور حقارت اور غیبت کرتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: غیبت تو جاہل کی بھی سوا صور مخصوصہ کے حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے قرآن عظیم میں اسے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا فرمایا اور حدیث میں آیا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایاکم و الغیبة فان الغیبة اشد من الزنا ان الرجل قدیزنی ویتوب فیتوب الله علیه و ان صاحب الغیبة لایغفر له حتی یغفر له صاحبه غیبت سے بچو کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اوس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش ہی نہ ہوگی، جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی تھی، رواه ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة و ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبدالله و ابی سعید الخدری رضی الله عنهم یونہیں بلاوجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بحسب امری

من الشران یحقر اخاه المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمه و عرضه و ماله آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو مال رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ اسی طرح کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سباب المسلم فسوق مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے رواہ البخاری و مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور فرماتے ہیں ﷺ سباب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ مسلمان کو گالی دینے والا اوس کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے رواہ الامام احمد و البزاز عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند جید اور فرماتے ہیں ﷺ من آذی مسلما فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علماء کرام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا یستخف بحقھم الا منافق علماء کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں ﷺ لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق اون کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور فرماتے ہیں ﷺ لیس من

امتی من لم یعرف لعالمنا حقه جوہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں رواہ احمد والحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنه پھر اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہ علم اوسکی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق وفاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اوس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے من ابغض عالما من غیر سبب ظاہر خیف علیه الکفر منح الروض الازہر میں ہے الظاہر انه یکفر الخ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم"

(فتاویٰ رضویہ قدیم ۱۴۰/۱۰)

مذکورہ بالا تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ عالم کی تحقیر وتذلیل کتنا بڑا گناہ ہے اور بسا اوقات یہ گناہ قصداً کرنے سے حد کفر تک پہنچ جاتا ہے، لہٰذا ہمیں بھی غور کر لینا چاہیے کہ کہیں ہم بھی اس کبیرہ گناہ میں ملوث تو نہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ہم دوستوں میں بیٹھے ہوتے ہیں تو اگر کوئی ہمارا دوست کسی عالم دین کی توہین کرتا ہے تو ہم بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے چلے جاتے ہیں یادرکھیے کفریہ کلام پر ہاں کرنا کافر کر دیتا ہے۔

عالم دین سے قطع تعلقی کرنا

ہمارے بعض بدنصیب مسلمان بھائی ایسے بھی ہیں جو شیطان کے بہکاوے میں آ کر علماء سے لاتعلقی کا اظہار کر بیٹھتے ہیں کیونکہ شیطان تو پہلے ہی سے اولادِ آدم کا دشمن ہے اور اسے معلوم ہے کہ اگر عوامی طبقہ علماء کے قریب آ گیا تو یہ بے راہ روی سے کنارہ کش ہو جائیں گے اور مجھے اپنے مذموم مقصد میں کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ یادرکھیئے عالم دین سے

محض اپنے ذاتی ونفسانی بغض کی وجہ سے لاتعلق ہونا بہت بڑے گناہوں کا باب کھولنے والا ہے۔

اسی مسئلہ کے بارے اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''مسئلہ ۵۱: ایک عالم نے اپنے متعدد وعظوں میں سود خوری، شراب فروشی، شراب نوشی، بیع لحم خنزیر، اکل غیر مذبوح مرغ، زنا کاری، لواطت واغلام کی حرمت قرآن و حدیث سے بیان کی اور میراث کے مسئلے میں محمدن لاء (شریعت محمدی) کو چھوڑ کر ہندو لاء (ہندو دھرم) قبول کرنے کو کفر صریح بتلایا جس جماعت میں یہ باتیں تھیں بجائے اس کے کہ ان باتوں کو ترک کر دیتے اور توبہ واستغفار کرتے اور خدا عزوجل ورسول ﷺ کے حکم کے آگے سر جھکا دیتے خلاف اس کے ضد اور نفسانیت میں آن کر اپنی جماعت کو اکٹھا کر کے اتفاق کر لیا کہ جماعت کا کوئی فرد اپنے ہاں اس عالم کے وعظ کی مجلس منعقد نہ کرے اور اگر کیا تو جماعت سے خارج کر دیا جائیگا، آیا اس صورت میں شرعاً اس جماعت کا کیا حکم ہے اور دوسرے مسلمانوں کو شرعاً اس جماعت سے قطع تعلق کرنا چاہیے یا نہیں؟ بدلائل شرعیہ جواب لکھ کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور عذاب شدید کی اور اس آیت کریمہ کی مصداق ہے، واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جھنم اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے تو اسے گناہ، مزید ضد (اور طیش) پر آمادہ کرے اور ابھارے، پس (بدنصیب) کے لئے دوزخ ہی کافی ہے۔ (القرآن ۲،۲۰۶) اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں کو ان سے قطع تعلق چاہیے ورنہ بحکم احادیث کثیرہ وہ بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہونگے اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب منہ (قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس کے عذاب میں شامل اور شریک

فرمائے) واللہ تعالیٰ اعلم"

(فتاویٰ رضویہ جدید،۲۳/۱۷۳،۱۷۴)

عالم دین کو ہلکا جاننا

عالم دین کو ہلکا جاننے والے کے بارے میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں
المعجم الکبیر میں ہے:

"لایستخف بحقھم الا منافق" عالم کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔
(المعجم الکبیر، حدیث۷۸۱۹، ۸/ ۲۳۸)

کنز العمال میں ہے:

لایستخف بحقھم الا منافق بین النفاق رواہ ابو الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنھما" ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق اسے ابوالشیخ نے التوبیخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ﷺ سے روایت کیا۔
(کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ رقم الحدیث ۴۳۸۱۱، ۱۶/ ۳۲)

مسند امام احمد بن حنبل ﷺ میں ہے:

"لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ رواہ احمد و الحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ" ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق اسے ابوالشیخ نے التوبیخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ﷺ سے روایت کیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل حدیث عبادہ ابن صامت ۵/ ۳۲۳)

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

"من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ

الکفر" جو کسی عالم سے بغیر سبب ظاہری کے عداوت رکھتا ہے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی ۴/ ۳۸۸)

منح الروض میں ہے: "الظاھر انہ یکفر" ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔

(منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی العلم والعلماء صفحہ ۱۷۳)

اپنے آپ کو عالم یا مولوی کہنا

- اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا بھی گناہ و مخالف حکم قرآن عظیم ہے قال اللہ تعالیٰ ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون امھٰتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ اللہ تمھیں خوب جانتا ہے جب اوس نے تمھیں زمین سے اوٹھان دی اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے تھے تو اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ کہو خدا خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہے اور فرماتا ہے الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء کیا تو نے نہ دیکھا اون لوگوں کو جو آپ اپنی جان کو ستھرا بتاتے ہیں بلکہ خدا ستھرا کرتا ہے جسے چاہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال انا عالم فھو جاھل جو اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما بسند حسن ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اوس کے فضل سے ناواقف اور یہ اس سچی نیت سے کہ وہ آگاہ ہو کر فیض لیں ہدایت پائیں اپنا عالم ہونا ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں جیسے سیدنا یوسف علیٰ نبینا الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا تھا انی حفیظ علیم۔"

(فتاویٰ رضویہ قدیم ۱۰/ ۹۵، ۹۶)

امیر اہلسنت بحیثیت عالم دین

علم دین کی تعریف و قیودات اور حاملِ علم دین کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد اب ہم موضوعِ کتاب کی جانب آتے ہیں۔امیر اہلسنت کا شمار ملتِ اسلامیہ کے ان نامور علماء ومشائخ میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی حصولِ علم وتبلیغِ علم میں صرف کردی ہے یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ عظیم کام جس کو تمام علماء کو انفرادی و اجتماعی طور پر کرنا چاہیے تھا وہ کارِحسن اللہ تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ نے صرف ایک عظیم الشان ہستی سے لے لیا اگرچہ بعض علماء ومشائخ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی وسعت کے مطابق امورِ تبلیغیہ کو سرانجام دیا ہے۔اگر کوئی مفتی ہے تو افتاء کے ذریعے،کوئی مدرس ہے تو اپنی بے مثل تدریس سے،کوئی مقررِ شعلہ بیان ہے تو اپنی تقریر کے ذریعے،کوئی محرر ہے تو اپنی تحریر کے ذریعے دین اسلام کے مختلف مورچوں سے امور تبلیغیہ کو سنبھالے ہوئے ہے۔لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے جس سے کسی کو راہِ فرار نہیں کہ بہت کم علمائے کرام ایسے ہوں گے کہ جن کو جمیع ذرائع تبلیغیہ کو بروئے کار لانے کی توفیق حاصل ہوئی ہو۔

عظیم مبلغ:۔ اگر ہم امیر اہلسنت کے کارناموں پر نظر کریں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عظیم ہستی جس نے اپنی پوری زندگی شریعتِ محمدیہ کی نشر واشاعت میں صرف کردی اگر تقریر کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ امام البیان ہیں کیونکہ بیان ایک ایسی چیز ہے جس کے بارے خود افصح الفصحاء وابلغ البلغاء ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

"ان من البیان لسحرا بعض بیان جادو ہیں۔

(مشکوۃ شریف ص ۴۰۹)

اس سے مراد یہ ہے کہ بیان ایک ایسا منتر ہے کہ اس کے سننے والے پر جادو جیسا اثر کرکے اس کو بے راہ روی سے ہٹا کر راہِ حق کا مسافر بنانے کا کام کرتا ہے۔امیر اہلسنت

نے بھی اس کلیہِ شرعیہ کو استعمال کرتے ہوئے اپنے زود اثر بیانات سے تقدیرِ امتِ مسلمہ بدل ڈالی آپ کے بیانات پر توجہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ خود بیان نہیں فرمارہے بلکہ ھادیِ امت ﷺ آپ کی مکمل رہنمائی فرمارہے ہیں اسی لیے آج بینا نظر کو نصف النھار کی مانند دکھائی دے گا کہ جو اصلاح معاشرہ امیرِ اہلسنت کے بیانات کے ذریعے سے ہوئی ہے وہ اصلاح کسی اور ذریعہ تبلیغ سے نہیں ہوئی۔

شہبازِ تحریر:۔ اسی طرح اگر امیرِ اہلسنت کو ہم میدانِ تصنیف میں دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ قاری کے حالات سے آگاہ ہیں اور جو خطائیں وہ سابقہ زندگی میں کر چکا اپنے انہی گناہوں کو وہ امیرِ اہلسنت کی کتاب میں پڑھ رہا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ دام ظلہ العالی کو عوام کی دکھتی نبض پر ہاتھ رکھنے کا فن باخوبی آتا ہے آپ جیسے نباضِ قوم محررین میں سے گنے چنے ہیں۔

امامِ اہلِ صَفاء:۔ جب ہم آپ کو میدانِ عمل میں دیکھتے ہیں تو اپنے اسلاف علماء ومشائخِ عظام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے امیرِ اہلسنت ایک ایسے صوفیِ باصفا ہستی ہیں جن کا عمل امتِ مسلمہ کے لیے مشعلِ روزگار ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر کسی پیر کا عمل ملاحظہ کرنا ہو تو اس کے مریدوں میں دیکھ لو تو جان جاؤ گے کہ اس کا پیر کتنا باعمل ہے۔ تحریکِ دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بھائیوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنتِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی چلتی پھرتی تصویریں ہیں، امیرِ اہلسنت کا ہم پر یہ احسان ہے کہ آپ دامت برکاتھم العالیہ نے ایسی سنتوں سے متعارف کروایا جن کو مسلمان بھول چکے تھے۔ نبی غیب داں ﷺ نے ارشاد ہے:

”عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید“

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں (عملی

واعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو سو شہید کا ثواب ملے گا۔

(انوار الحدیث بحوالہ مشکوٰۃ ص ٦٨)

سب جانتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کی خبر سرکارِ دو جہاں ﷺ نے دی تھی یہ مادیت پرستی کا دور جس میں سنتِ کریمہ پر عمل کرنا لوگوں پر بہت گراں ہے۔

امیر اہلسنت اپنے عمل پر ایسے مستقیم ہیں کہ راقم الحروف کو ایک مدرسہ کے ناظم صاحب نے بتایا جن کو امیر اہلسنت کو بہت قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ان کا کہنا ہے کہ جب امیر دعوتِ اسلامی نے اپنے مریدوں کو یہ حکم ارشاد فرمایا کہ قفلِ مدینہ (دعوتِ اسلامی کی اصطلاح میں کم بولنے کو کہتے ہیں) لگالو تو اس سے پہلے آپ نے خود تقریباً پانچ سال تک زبان کی حفاظت کی طرف توجہ دی جب دیکھا کہ اب مجھے اس پر استقامت مل گئی ہے تو آپ نے اپنے محبین کو زبان کی حفاظت کا مشورہ دیا۔

میدانِ اردو ادب کا سپاہی:۔ بلا مبالغہ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ امیر اہلسنت کی نابغہ روزگار ہستی دنیائے اردو ادب کی ایک ایسی جانی پہچانی شخصیت ہیں کہ جن کے اردو ادب سے آج لاکھوں مسلمانوں کی اردو درست ہوئی ہے۔ آپ کی جتنی بھی تحاریر مارکیٹ میں آگئی ہیں آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ آپ نے مشکل مقامات پر اعراب لگادیئے ہیں اور ایک ادیب جانتا ہے کہ کسی اردو عبارت پر اعراب لگانا کتنا دشوار عمل ہے۔

ادب چونکہ شعر و شاعری سے متعلق ہے لیکن سخن پرداری ایک ایسا ملکہ ہے جو ہمیں اردو زبان کو درست بولنے کا انداز بتاتا ہے۔ اگر ہم امیر اہلسنت کو شاعری کے میدان میں دیکھتے ہیں تو آپ کی شاعری میں سخنِ رضا نظر آتا ہے اور میدانِ اردو ادب کے شاہسوار جانتے ہوں گے کہ اعلحضرت ﷺ کی نعتیہ شاعری کتنی محتاط اور دلنواز ہے جس میں ادب بھی

موجود ہے تو آداب بارگاہ نبوی ﷺ بھی ملحوظ ہے اور یہی سب کچھ امیر اہلسنت کے نظم ونثر میں دکھائی دیتا ہے۔

عوام وخواص میں سلسلۂ مراتب

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عوام وخواص میں تراتبِ علمی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر ائمہ مجتہدین انکی شرح نہ فرماتے تو علماء کچھ نہ سمجھتے اور علماء کرام اقوال ائمہ مجتہدین کی تشریح وتوضیح نہ کرتے تو ہم لوگ ارشاداتِ ائمہ کے سمجھنے سے بھی عاجز رہتے اوراب اگر اہل علم عوام کے سامنے مطالب کتب کی تفصیل اور صورت خاصہ پر حکم کی تطبیق نہ کریں تو عام لوگ ہرگز ہرگز کتابوں سے احکام نکال لینے پر قادر نہیں ہزار جگہ غلطی کریں گے اور کچھ کا کچھ سمجھیں گے، اس لئے یہ سلسلہ مقرر ہے کہ عوام آج کل کے اہل علم ودین کا دامن تھامیں اور وہ تصانیف علمائے ماہرین کا اور وہ مشائخ فتویٰ کا اور وہ ائمہ ھدیٰ کا اور وہ قرآن وحدیث کا، جس شخص نے اس سلسلے کو توڑا وہ اندھا ہے، جس نے دامن ہادی ہاتھ سے چھوڑا عنقریب کسی عمیق (گہرے) کنویں میں گرا چاہتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۱/ ۴۶۱، ۴۶۲)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس ترتیب کو ملاحظہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ عوام کو تو حکم ہے کہ علماء سے رجوع کریں اور علماء کو حکم ہے کہ وہ تصانیف ماہر علماء سے استفادہ کریں میں نے اس عبارت کو انڈر لائن کر دیا ہے تاکہ دیکھنے میں آسانی ہو سکے۔ اور حقیقت میں یہی عالم کی تعریف ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مسائل کو ازخود استنباط کر سکے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ علم کے حصول کے موجودہ دور میں مختلف ذرائع ہیں کو ہم بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔

تعلیم کے مروجہ ذرائع

دور حاضر میں علم وآگہی حاصل کرنے کے مندرجہ ذیل ذرائع ہیں:

(۱) مدرسہ واسکول:

یہ ذریعہ تعلیم بہت اہم ونافع ہے کیونکہ ہمارے اکثر اسلاف بھی اسی ذریعہ سے ہی علم وفقاہت کے منارہ پر چڑھے۔

(۲) پرنٹنگ والیکٹرانک میڈیا:

یہ ذریعہ تعلیم آج کے اس دور میں بہت رائج ہے آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ نت نئ کتب، رسائل وجرائد، ٹیلی ویژن وکمپیوٹر، وی سیڈیز وآڈیو کیسٹس اس ذریعہ تعلیم کی زندہ مثالیں ہیں۔

(۳) افواہِ رجال:

وہ حضرات جن کا واسطہ عوام وخواص سے بلاواسطہ ہوتا رہتا ہے ان کو بھی طرح طرح کی معلومات ہوتی رہتی ہیں اور اگر اسکا رابطہ علماء وفقہاء سے ہو تو علماء سے سن کر یا پوچھ کر بھی ایک علمی ذخیرہ اکٹھا ہو جاتا ہے اور اس ذریعہ تعلیم کی طرف اللہ مجدہ الکریم کا کلام بے عیب بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے:

"فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہیں۔

(القرآن، النحل ۴۳)

اعلٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا:

"عرض: کتب بینی ہی سے علم حاصل ہوتا ہے؟ ارشاد: یہی کافی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے"۔ (ملفوظات اعلٰحضرت ص ۲۳)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ؒ کی بیان کردہ توضیح سے معلوم ہوگیا کہ علم افواہ رجال یعنی لوگوں سے سن کر معلومات کا ذخیرہ اپنے ذھن نشیں کر لینے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

(۴) خارجی مطالعہ:

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ایک مصروف شخص اپنے وقت سے فارغ وقت نکال کر کچھ کتب بینی کر لے، اس طرح بھی آہستہ آہستہ ایک کثیر علمی ذخیرہ اکٹھا ہوسکتا ہے، اسی طرح ایک طالبِ علمِ دین اپنے اسباق کے علاوہ دوسری متعلقہ کتب کے مطالعہ سے دوسرے طلباء سے زیادہ ذہین وفہیم ہوجاتا ہے۔

امیر اہلسنت کا ذریعہ تعلیم

امیر اہلسنت نے جہاں اسکول کی تعلیم (جو کہ آپ نے بھارت سے حاصل کی آپ پاکستان آنے سے پہلے بھارت میں مقیم تھے) حاصل کی تو وہاں علم دین کو بھی اپنی مشعل راہ بنایا۔ اس سلسلے میں آپ دامت برکاتہم العالیہ کو بچپن ہی سے علم وعلماء سے گہرا شغف رہا آپ کا یہ معمول رہتا کہ دیگر کاموں کے علاوہ آپ علماء کی مجالس میں رہتے اور مسائل شرعیہ میں استفسار فرماتے اس کے علاوہ علماء کرام کی کتب بینی اور علمی مناظرے آپ کا ایک مخصوص ذوق تھا۔ آپ نے باقاعدہ طور پر تحصیل درسیات کے لیے دار العلوم امجدیہ کراچی سے رابطہ استوار رکھا۔ کراچی کی یہ عظیم درس گاہ ہی نے آپ کو نکھارا اور آپ کی علمی تشنگی کو دور کیا۔

استادِ امیر اہلسنت کا اپنے شاگرد کے بارے تاثر

امیر دعوت اسلامی کے علمی مقام وذوق کو بیان کرتے ہوئے ایک ایسی شخصیت کا ہم حوالہ پیش کرتے ہیں جن کے پاس امیر اہلسنت اپنی زندگی کا ایک حصہ ۲۲ سال حصول علم

کے لیے آتے رہے۔ایک استفتاء کے جواب میں جو کچھ بیان ہوا ہم من وعن بیان کر رہے ہیں۔

''امیر اہلسنت کی سنیت کا بیان'' کے عنوان سے وقار الفتاویٰ میں مفتی وقار الدین صاحب کا ایک تاریخی فتویٰ موجود ہے۔

''الاستفتاء:۔ محترم جناب مفتی وقار الدین صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

گزارش یہ ہے کہ کاٹھیاواڑ (انڈیا) کے کچھ دیہاتیوں میں مولانا محمد الیاس قادری صاحب کے بارے میں یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ یہ دیوبندیوں کے ایجنٹ ہیں اور آگے چل کر کھل جائیں گے۔ برائے مہربانی آپ ان کے مسلک کی پوزیشن کو واضح فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔

سائل: محمد اقبال

الجواب:۔ دعوت اسلامی کے بانی مولوی محمد الیاس قادری صاحب کو میں تقریباً ۲۲ سال سے جانتا ہوں وہ برابر میرے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور مسائل پوچھ پوچھ کر ہی وہ مولوی بنے اور ان کو یہ جماعت قائم کرنے کے لئے بھی ہم لوگوں نے تیار کیا تھا اور میں نے ان کو خلافت بھی دی وہ میرے خلیفہ بھی ہیں۔ان کے سنی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے پکے سنی ہیں۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیدائی ہیں۔ان کے متعلق دیوبندیت کا شبہ کرنا سخت ناجائز ہے اور یہ وہی گمان ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا:

''اِنَّ بعضَ الظَّنِّ اِثمٌ'' یعنی بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے(الحجرات ۴۹ آیت ۱۲)

لہٰذا مسلمانوں کو ایسے شبہات نہیں کرنے چاہئیں اور جو لوگ اس قسم کے شبہات ظاہر کر کے دعوت اسلامی کو بدنام کر رہے ہیں انہیں خدا سے ڈرنا چاہیے۔وقار الدین غفرلہ

(وقار الفتاویٰ ۲/۲۰۲)

اس فتویٰ کی رو سے نہ صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کی حصول علم کے لیے کتنی کاوشیں رہی بلکہ اس تحریر کو ملاحظہ فرمانے کے بعد قاری کو یہ احساس بھی ہوگا کہ جن ذی قدس اسلاف کے متعلق ہم کتب میں پڑھتے تھے یا پھر علماء وخطباء کی زبانی سنتے تھے کہ ہمارے اسلاف حصول علم کی تگ ودو میں کوچہ کوچہ، نگر نگر، ڈگر ڈگر، اور ملک بہ ملک سفر کرتے رہے اور بعض اسلاف کے بارے تو یہاں تک سنا کہ چالیس چالیس سال تک علم کے حصول کی خاطر گھر سے دور رہے وہی ایک جھلک امیر اہلسنت وامیر دعوت اسلامی میں بھی نظر آتی ہے اور یہ فتویٰ آپ کے علمی شغف کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مفتی وقارالدین صاحب کا مختصر تعارف

وقارالفتاویٰ کی پہلی جلد کے شروع میں آپ کا جو تعارف لکھا گیا ہے اس کو ہم مختصر انداز میں بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین کو امیر اہلسنت کے استاد صاحب کی علمی حیثیت واضح ہو سکے۔

''جامع معقول ومنقول، یعسوب العلماء، پیر طریقت، رہبر شریعت، مفتی اعظم پاکستان حضرت قبلہ علامہ مفتی محمد وقارالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے عہد کے نابغہ روزگار ہستی کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ تعریف کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ الفاظ تعریف اس کے محتاج ہوتے ہیں کہ وہ ان پاک باز لوگوں کی شان میں تحریر کیے جائیں۔

حسن کامل بے نیاز از منت مشاطگاں

کاملاں را احتیاج جبہ ودستار نیست

عالم ربانی حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقارالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت بھی ایسی ہی تھی۔

یکم جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۳ پیلی بھیت (ہندوستان) میں آپ پیدا ہوئے اور آپ کا نام محمد وقار الدین رکھا گیا۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو مدرسہ آستانہ شیریہ میں مذہبی تعلیم کے لیے داخل کروادیا گیا۔ اس مدرسہ میں آپ کے اساتذہ میں ایک مولانا حبیب الرحمٰن تھے جو آپ کہ مولانا وصی احمد محدث سورتی کے خاص شاگردوں میں سے تھے اور دوسرے مولانا عبدالحق تھے یہ انتہائی قابل استاذ تھے اور اکثر کتابوں کی عبارات آپ کو زبانی یاد تھیں۔ حضرت نے چار سال اس مدرسہ میں تعلیم پائی۔ اسکے بعد آپ کے استادِ محترم مولانا حبیب الرحمٰن نے آپ کو مشورہ دیا کہ اب آپ مزید تعلیم کے لیے بریلی شریف چلے جائیں۔ چناچہ مولانا حبیب الرحمٰن نے ہی آپ کو بریلی شریف کے دارالعلوم "منظر الاسلام" میں داخلہ دلوایا۔

بریلی شریف میں اس وقت صدر مدرس صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی الرحمہ مصنف 'بہارِ شریعت' تھے اور دیگر مدرسین میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احسان الٰہی، حضرت مولانا سردار علی خان جو کہ اعلیٰ حضرت کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور مہتمم مولانا تقدس میاں تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز مشرقی پاکستان کے ایک مدرسہ دارالعلوم احمدیہ سنیہ سے کیا کچھ عرصہ بعد حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ مغربی پاکستان پہنچے تو پہنچتے ہی جب دارالعلوم امجدیہ کے مہتمم حضرت قبلہ علامہ محمد ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی آمد کی پاکستان اطلاع ہوئی تو دونوں احباب آپکے پاس تشریف لائے اور دارالعلوم امجدیہ کی علمی سرپرستی فرمانے کی درخواست کی۔ حضرت نے ان حضرات کو جواب دیا کہ "علامہ ازہری میرے ہم سبق ہیں اور پھر بریلی میں ایک ساتھ تدریس کی اور اس کے علاوہ استاذزادے بھی ہیں تو کہیں ایسا نہ

ہو کہ ایک جگہ رہنے سے اتنے عرصہ کی دوستی میں کسی قسم کی شکر رنجی پیدا ہو جائے'' علامہ ازہری نے فرمایا کہ آپ مجھے جانتے ہیں اور میں آپ کو انشاء اللہ ہمارے درمیان دوستی میں مزید پختگی آئے گی۔ چناچہ ان حضرات کے اصرار پر حضرت نے ۱۹۷۱ء ہی میں امجدیہ میں اپنی خدمات پیش کر دیں۔

اس کے بعد آپ دارالعلوم امجدیہ کراچی میں بحیثیت ناظم تعلیمات رہے اس کے ساتھ ساتھ آپ شعبہ دارالافتاء اور مسند شیخ الحدیث پر فائز رہے۔ اللہ تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے آپ نے کئی علوم حاصل کیے جنکی فہرست کو اگر دیکھا جائے تو حیرت تو ہوتی ہے کہ ایک شخص اپنی مختصر سی زندگی میں اتنے علوم حاصل کر سکتا ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہتا ہے اسے نواز دیتا ہے۔ آپ کو مندرجہ ذیل علوم پر خاص دسترس حاصل تھی۔ علم القرآن، علم الحدیث، علم الفرائض، علم الفقہ، علم المعانی، علم ہندسہ، نحو، صرف، منطق، فلسفہ، حساب، توقیت، تاریخ، ادب، علم فلکیات، وغیرہ

آپ کے مشہور تلامذہ میں سے رئیس دارالافتاء مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی صاحب (مفتی دارالعلوم امجدیہ) شیخ الحدیث حضرت مولانا افتخار احمد صاحب قادری (شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ) مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب (مفتی دارالعلوم غوثیہ سکھر) مناظر اسلام مولانا محمد سرفراز صاحب امیرِ اہلسنت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری (امیر تحریکِ دعوت اسلامی) دامت برکاتہم

مرید کرنے کے اعتبار سے آپ بہت محتاط ثابت ہوئے ہیں اور خلیفہ بنانے میں تو آپ کی احتیاط قابل تحسین ہے اسی لیے جب آپ نے امیر اہلسنت کو اپنا خلیفہ بنایا تو اس میں امیر اہلسنت کی علمی و عملی زندگی نے آپ کے خلیفہ بنانے کی طرف راغب کیا۔ آپ کی تاریخ وصال ۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ بروز ہفتہ بوقت نماز فجر ہے۔ آپ کو درار العلوم امجدیہ

میں علامہ عبد المصطفیٰ الازہری کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(ماخوذ از مقدمہ وقار الفتاویٰ)

امیر اہلسنت کی عاجزی

اگرچہ علامہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب عالمِ دین ہونے کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں لیکن اکثر و بیشتر اپنے نام کے ساتھ کسرِ نفسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ''علامہ'' وغیرہ القابات ہائے مرتبی کو لکھنے سے منع فرما دیتے ہیں اور یہ آپ کی عاجزی وانکساری کا ایک عظیم پہلو ہے۔ شاید اسی وجہ سے بعض حضرات نے امیر اہلسنت کے بارے مشہور کیا ہوا ہے کہ امیر دعوت اسلامی تو عالمِ دین ہی نہیں ہیں، تو ایسے حضرات سے میری گزارش ہے کہ میری اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرمالیں اگر آنکھوں پر بغض وعناد کے پردے نہ ہوئے تو اُس مریض کو اس مرض سے انشاء اللہ عزوجل شفاء کی قوی امید ہے۔

مولانا محمد الیاس قادری صاحب کا اپنے علم پر عمل

علم پر عمل کے اعتبار سے اپنے تو اپنے غیر بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مولٰنا محمد الیاس قادری صاحب جیسا شریعت کا پابند آدمی شاید ہی ڈھونڈنے سے ملے، امیر دعوت اسلامی جیسی شخصیت بہت کم یاب ہے، ان کی زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ بچپن ہی سے انتہائی سادہ، شریف النفس شریعت مطہرہ کے پابند، عاشقِ رسول، دین کی تبلیغ و اشاعت کا درد رکھنے والے، ایماندار و محنتی شخص ثابت ہوئے ہیں۔ ایک ایسے مولٰنا صاحب جن کی زندگی کا اکثر حصہ امیر دعوت اسلامی کے قرب میں گزرا وہ آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں آیئے پڑھتے ہیں: **مولٰنا مفتی محمد اکمل عطا قادری صاحب** اپنی تالیف ''ہمیں امیر اہلسنت سے پیار ہے'' کے مقدمہ میں 'عرضِ مؤلف' کے نام سے لکھتے

ہیں:

''الحمد للہ عزوجل راقم الحروف ایک طویل عرصے سے امیر اہل سنت مدظلہ العالی سے فیوض و برکات کی دولت سمیٹ رہا ہے۔ مجھے دور سے بھی آپ کی شخصیت کے مشاہدہ کا شرف حاصل ہوا اور بے حد قریب رہ کر بھی۔ الحمد للہ! راقم نے آپ کو ہر لحاظ سے کامل پایا۔ آپ عام لوگوں کے سامنے جس قسم کا طرزِ عمل اختیار فرماتے ہیں، گھر کے افراد اور پرانے قابلِ اعتماد اسلامی بھائیوں کے سامنے بھی اس میں کوئی فرق پیدا نہیں ہونے دیتے، کیونکہ فرائض وواجبات وسنن ومستحبات پر مستقل عمل آپ کی عادت بن چکا ہے اور جب کوئی فعل انسان کی عادت میں شامل ہو جائے تو اس کی ادائیگی میں کسی قسم کے تکلف کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی بلکہ بغیر کسی مشقت کے فاعل سے وہ افعال صادر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس کے برعکس عام مشاہدہ یہ ہے کہ انسان لوگوں کے سامنے ''عزت بنانے یا انہیں اپنے بارے میں بدگمانی سے محفوظ رکھنے کی غرض سے'' بہت تکلف واحتیاط سے کام لیتا ہے، لیکن جب اپنے گھر والوں یا بے تکلف دوستوں یا قابلِ اعتماد ساتھیوں کے سامنے موجود ہوتو، کھانے، پینے، اٹھنے، بیٹھنے، بولنے خاموش رہنے، ہنسنے یا سنجیدہ رہنے میں سابقہ احتیاط قائم نہیں رکھ پاتا بلکہ بسا اوقات تو خلافِ شرع کام کا صدور بھی دیکھا گیا ہے۔ مثلاً جیسے گالی بک دینا یا نماز قضا کر دینا یا بلاعذر جماعت چھوڑ دینا وغیرہ وغیرہ۔

راقم نے آپ کو اصلاح کرنے کے معاملے میں بے حد متحرک پایا ہے۔ آپ کسی بھی خلافِ شرع یا خلافِ سنت کام کو دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے بلکہ فوراً کسی احسن طریقے سے سامنے والے کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی آپ کو الٹے ہاتھ سے کوئی چیز پکڑانا چاہے تو کبھی بھی وصول نہیں فرماتے بلکہ محبت سے سمجھاتے ہیں کہ سیدھے ہاتھ سے

دیجئے، کیونکہ حدیث کریمہ کے مطابق شیطان الٹے ہاتھ سے لیتا اور دیتا ہے"۔ یونہی کئی مرتبہ دیکھا کہ اگر کسی نے آپ کے سامنے کوئی بے احتیاطی کا کلمہ کہہ دیا تو فوراً تجدید ایمان کی تلقین فرماتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی مبلغ کا بیان سماعت فرماتے ہوئے غلطی پر مطلع ہوں، چاہے اس کا تعلق غلط تلفظ سے ہی کیوں نہ ہو، اختتامِ بیان پر تحریری طور پر اس کی نشاندہی فرمادیتے ہیں۔ اس طرح اصلاح بھی ہوجاتی ہے اور مبلغ کا پردہ بھی رہ جاتا ہے۔

اسلاف کرام کی مثل آپ بھی بہت گہرائی تک سوچنے کے عادی ہیں، جس کی بناء پر آپ کی سوچ وفکر میں انقلابی رنگ نمایاں نظر آتا ہے اور جسے سن کر عقل آپ پر ہونے والی عنایات الٰہیہ کی معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ مثلاً آپ اپنی گھڑی میں ہمیشہ مدینے شریف کا وقت ملا کر رکھتے ہیں۔ پاکستان اور مدینے کے وقت میں تقریباً دو گھنٹے کا فرق ہے۔ اگر یہاں دو بج رہے ہوں تو اس وقت مدینہ منورہ میں ۱۲ بج رہے ہوں گے۔ اس بارے میں آپ کی مدنی سوچ یہ ہے کہ چونکہ ہمہ وقت تصور مدینہ میں مستغرق رہنا اعلیٰ درجہ کی سعادت مندی ہے، لہٰذا گھڑی میں بھی ایسا وقت ملا کر رکھنا چاہیئے کہ جب اس کی طرف دیکھیں تو مدینہ یاد آجائے۔ سبحان اللہ

آپ ہر معاملے میں بے حد احتیاط سے کام لیتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا وخوشنودی پیش نظر رہتی ہے۔ مثلاً مسجد میں کبھی مائک اوپر نیچے کرنا ہو تو پہلے اسپیکر بند کرنے کا حکم فرماتے ہیں، کیونکہ مائک کھلے ہونے کی حالت میں بے حد شور پیدا ہوتا ہے اور مسجد کو بلاضرورت بلند آواز سے بچانے کا حکم ہے۔ .... یونہی اگر خارج مسجد سے داخل مسجد آنا چاہیں تو ننگے پیر ہونے کی صورت میں کبھی بھی یوں نہیں دیکھا کہ بلا دریغ اندر تشریف لے آئے ہوں بلکہ پہلے پیروں پر لگی ہوئی مٹی چادر سے اچھی طرح صاف فرماتے ہیں، پھر داخل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو جس عزت و بلندی سے نوازا ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، لیکن اس کے باوجود آپ بے حد منکسر المزاج ہیں۔ علماء کی قدم و دست بوسی کرنا، ان کے استقبال کے لئے گھر سے باہر تشریف لانا انہیں رخصت کرنے کے لئے گاڑی تک ساتھ جانا اور دروازہ اپنے ہاتھ سے کھولنا، گھر میں آئے مہمانوں کو اپنے ہاتھ سے کھانا اور روٹی پیش کرنا، زمین پر بیٹھنا، چٹائی پر سونا، اس کی بہترین مثالیں ہیں۔

بسا اوقات سوال کیا جاتا ہے کہ آپ ہمیں امیرِ اہلسنت کی کوئی کرامت سنائیے، جواب میں راقم عرض کرتا ہے کہ کرامت سنائی نہیں بلکہ دکھائی جائے گی، تعجب کے ساتھ سوال ہوتا ہے کہ اچھا دکھایئے۔ جواب دیا جاتا ہے کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول سے وابستہ کسی بھی باعمل اسلامی بھائی کو دیکھ لیجئے، یہی حضرت صاحب کی چلتی پھرتی کرامت ہے۔ امید ہے کہ اس معاملے میں آپ بھی راقم الحروف سے سو فیصد اتفاق فرمائیں گے۔ پندرھویں صدی ہجری میں ایسی یگانہ روزگار شخصیت کا حاصل ہونا یقیناً اہل سنت و الجماعت کے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں آپ کی عظمت و رفعت، خوبی و صلاحیت، محنت و جد و جہد اور اخلاص و للہیت کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی آگے بڑھ کر مسلک اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کی ترقی و فروغ کے لئے اپنی خدمات پیش کرنی چاہئیں اور آپ کے ساتھ دینی کاموں میں تعاون کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھنا چاہئے"۔

(مقدمہ، ہمیں امیر اہلسنت سے پیار ہے ص ۸ تا ۱۱)

یہ تو علامہ مولانا محمد الیاس صاحب قادری کی عملی زندگی کی گواہی تھی جو ایک ایسی شخصیت نے رقم کی جو خود دنیائے علم و معرفت کا جانا پہچانا نام ہے۔ آپ نے ملاحظہ کیا امیر اہلسنت کی زندگی کتنی محتاط ہے چونکہ آپ کا تعلق کتاب و قلم سے ہے اس لیے آپ پر شریعت

کی طرف سے یہ ذمہ داری ہے کہ اس علمِ نافع کو عوام تک پہنچائیں اور اسی طرح ہر متعلق کتب واقلام کے لیے بھی ضروری ہے کہ اپنے علم کی روشنی سے چہار سو عالم میں چراغاں کر دے۔ اور جو لوگ اپنے علم کو خود نفسی میں محصور رکھتے ہیں وہ بہت برا کرتے ہیں۔

اخفاءِ علم کی وعید

اول تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے اور پھر اس علم کی تعلیم واشاعت بھی ہر متعلم پر ضروری ہے اسی طرح اس شخص کے بارے بھی شریعت نے بہت سخت احکام نافذ کیے ہیں جو علم حاصل کرنے کے بعد بخل سے کام لیتا ہو اور لوگوں تک اس کو نہ پہنچائے۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص سے کسی چیز کے علم کے متعلق سوال کیا گیا اور اس نے اس کو چھپایا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے''۔

(سنن ابوداؤد ۳/۳۲۰ مطبوعہ دار الجیل بیروت، المعجم الکبیر ۱۱/۷ ا بیروت، مسند ابویعلی ۳/۹۴، ۹۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرے پھر اس کو بیان نہ کرے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو خزانہ حاصل کرے پھر اس کو خرچ نہ کرے''۔

(المعجم الاوسط ۱/۳۹۵،۳۹۴ رقم الحدیث ۶۹۳ مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

''ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم

اللعنون" بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔ (القرآن، البقرۃ ۱۵۹)

ہر چند کہ اس آیت کا شان نزول خاص ہے لیکن اس کا حکم عام ہے اور جو شخص بھی اللہ کے دین میں سے کسی چیز کے علم کو چھپائے وہ اس آیت کی وعید میں داخل ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت کا مصداق ہے، کیونکہ صحابہ کرام نے اس آیت سے عموم ہی سمجھا تھا۔ العیاذ باللہ

(تبیان القرآن ۱/۶۴۵)

آج کے مسلمان کو پتہ نہیں کیا ہو گیا؟ کہ اگر ہمارے علماء کسی عمل کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں تو بعض عوام بڑی بے دردی سے کہتے سنائی دیے گے ہیں کہ یہ حضرت خود تو عمل کرتے نہیں اور ہمیں کہتے پھرتے ہیں۔ یاد رکھیئے! کہ اگر بالفرض کسی عالم دین کی کسی خامی پر آپ مطلع بھی ہو جائیں تو عوام کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ عالم دین کو جا کے سمجھانا شروع کر دیں۔

اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علماء پر عوام کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو مشہور بمعرفت ہو اوسکا معاملہ زیادہ نازک ہے ہر عامی مسلمان کیلئے حکم ہے کہ اوسکے ہر قول و فعل کیلئے ستر/۷۰ محمل حسن تلاش کرو نہ کہ علماء و مشائخ جن پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں یہاں تک کہ کتب دینیہ میں تصریح ہے اگر صراحۃً نماز کا وقت جا رہا ہے اور عالم نہیں اوٹھتا تو جاہل کا یہ کہنا گستاخی ہے کہ نماز کو چلئے وہ اس کیلئے ہادی بنایا گیا نہ کہ یہ اوسکے لئے، واللہ تعالیٰ اعلم"۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم ۱۰/۱۶۹)

تعظیم علماء میں امیر اہلسنت کی تعلیمات

اسی لیے امیر اہلسنت اپنے احباب کو بارہا دفع فرما چکے ہیں کہ علماء کا احترام و تادب لازم پکڑو کہیں کسی عالم دین کی توہین کر کے دنیاو آخرت کا وبال مول نہ لے لیں۔ آپ اپنے مریدین کی نئے نئے انداز سے تربیت کرتے رہتے ہیں۔ ''دعوتِ اسلامی کا تعارف'' نامی رسالہ میں علماء کے احترام کے بارے آپ نے جو کچھ لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں:

''مدینہ ۴: ''اسلام میں علماءِ حق کی بہت زیادہ اھمیت ہے اور وہ علم دین کے باعث عوام سے افضل ہوتے ہیں، غیرِ عالم کے مقابلے میں عالم کو عبادت کا ثواب بھی زیادہ ملتا ہے، چنانچہ حضرت محمد بن علی ﷺ سے مروی ہے، ''عالم کی دو رکعت غیرِ عالم کی ستر رکعت سے افضل ہے۔'' (کنز العمال ج ۱۰ص ۸۷) لھذا دعوتِ اسلامی کے تمام وابستگان بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ علماءِ اہلسنت سے ہر گز نہ ٹکرائیں، ان کے ادب واحترام میں کوتاہی نہ کریں، علماء اہلسنت کی تحقیر سے قطعاً گریز کریں، بلا اجازت شرعی ان کے کردار اور عمل پر تنقید کر کے غیبت کا گناہ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام نہ کریں، حضرت سیدنا ابوالحفص الکبیر علیہ رحمۃ القدیر فرماتے ہیں، جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو قیامت کے روز اس کے چہرے پر لکھا ہوگا، یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔'' (مکاشفۃ القلوب مترجم ص ۱۶۰) حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ''عالم زمین میں اللہ عزوجل کی دلیل و حجت ہیں تو جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہوگیا۔'' (کنز العمال ج ۱۰ص ۷۷) میرے آقا اعلٰحضرت مولٰنا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، ''اسکی (یعنی عالم کی) خطا گیری (یعنی بھول نکالنا) اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر

ہے۔''(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ص ۷۱۱رضا فاؤنڈیشن لاھور)ان نادان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو بات بات پر علمائے کرام کے بارے میں توہین آمیز کلمات بک دیا کرتے ہیں،مثلاً بھئی ذرا بچ کر رہنا''علامہ صاحب''ہیں علماء لالچی ہوتے ہیں ،ہم سے جلتے ہیں،ہماری وجہ سے اب ان کا کوئی بھاؤ نہیں پوچھتا چھوڑ و چھوڑ و یہ تو مولوی ہے(معاذ اللہ عالم کو بعض لوگ حقارت سے کہہ دیتے ہیں) یہ ملا لوگ۔علماء نے (معاذ اللہ)سنیت کا کوئی کام نہیں کیا(بعض اوقات ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا جاتا ہے)فلاں کا اندازِ بیان تو مولویوں والا ہے وغیرہ وغیرہ۔عالم کی توہین کی صورتیں اوران کے بارے میں حکم شرعی بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،''اگر عالم دین کواس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اوراگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگراپنی کسی دنیوی خصومت (یعنی دشمنی) کے باعث برا کہتا ہے،گالی دیتا ہے اور تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق وفاجر ہے اور اگر بے سبب(یعنی بلاوجہ)رنج (بغض) رکھتا ہے تو مریض القلب وخبیث الباطن ہے(یعنی دل کا مریض اور ناپاک باطن والا) ہے اوراس (یعنی خواہ مخواہ بغض رکھنے والے) کے کفر کا اندیشہ ہے،''خلاصہ''میں ہے،من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکف ر(یعنی جو بلا کسی ظاہری وجہ کے عالم دین سے بغض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے۔''(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ص ۱۴۰مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)شریعت وعلمائے دین کی تحقیر کے بعض کفریہ کلمات و انداز کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں،اگر معاذ اللہ عزوجل کسی نے ماضی میں اپنے قول یا فعل سے عالم کی بسبب عالمِ دین توھین کرڈالی ہوتو وہ توبہ وتجدید ایمان کرلے اوراگر شادی شدہ ہوتو تجدید نکاح اور کسی کا مرید ہوتو تجدید بیعت بھی کرلے۔☆شریعت کی توھین کرنا کفر ہے مثلاً کہا،میں شرع ورع نہیں جانتا یا جس کو کسی محتاط عالمِ دین کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا

،میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ زمین پر پٹک دیا (ماخوذ از بہارِشریعت حصہ۹ص۱۷۲) ☆''مولوی لوگ کیا جانتے ہیں'' اس (جملے) سے ضرورعلماء کی تحقیر نکلتی ہے اور علماء دین کی تحقیر کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص۲۴ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی) ☆جو کہے مولوی سب بدمعاش ہیں یعنی سب علماء کو برا کہے اس پر حکم کفر ہے۔ (فتاوی امجدیہ ج ۴ص۴۵۴) ☆عالم لوگوں نے دیس خراب کر دیا، کلمہ کفر ہے (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ج ۶ص ۱۱۵مطبوعہ رضویہ کراچی) ☆یہ کہنا کفر بھی ہے کہ مولویوں نے دین کے ٹکرے ٹکرے کر دیے۔☆یہ کہنا کہ دین اللہ تعالیٰ نے تو آسان اتارا تھا مولویوں نے مشکل کر دیا' کفر ہے کیونکہ الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر۔ (یعنی سادات وعلماء کی تخفیف وتحقیر کفر ہے) (مجمع الانھر ج ۲ص ۵۰۹) ☆جو کہے علماء جو علم سکھاتے ہیں محض قصے کہانیاں ہیں یا خواہشات ہیں یا محض دھوکا ہیں یا کہا میں حیلوں کے علم کا منکر ہوں یعنی شریعت کو حیلہ کہا یہ تمام اقوال کفر ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ص ۲۷۰) ☆جو کہے علم کا کیا کروں گا جیب میں روپے ہونے چاہئیں ایسا کہنے والے پر حکم کفر ہے۔☆کسی نے عالم سے کہا ''جا اور علم کو کسی برتن میں سنبھال کر رکھ۔'' یہ کفر ہے ۔(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ص ۲۷۱) یاد رہے! تعظیم صرف علمائے اہلسنت ہی کی کی جائے گی۔ رہے بد مذہب علماء (یعنی علماء سوء) تو ان کے سائے سے بھی بھاگے کہ ان کی تعظیم حرام، ان کا بیان سننا ان کی کتب کا مطالعہ کرنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا حرام اور ایمان کیلئے زہر ہلاہل ہے۔''

(دعوتِ اسلامی کا تعارف مع امیر اہلسنت کی طرف سے آٹھ مدنی پھول صفحہ ۲۱)

امیر اہلسنت کی تصانیف

قائدِ دعوتِ اسلامی چونکہ ایک تحریک کے قائد و بانی ہیں جس کی وجہ سے آپ کی مصروفیات کو ہر متعارفِ دعوت اسلامی جانتا ہو گا کہ آپ کتنے مصروف آدمی ہیں ایسے

مصروف شخص کے لیے تحریر کے لیے وقت نکالنا انتہائی مشکل کام ہے اور باشعور قارئین جانتے ہوں گے کہ عالم ہونے کا معیار مصنف کتب کثیرہ ہونے پر نہیں ہے بلکہ کئی ایسے علماء کرام ہیں جن کی ایک بھی تصنیف نہیں ہے۔ لیکن ہم عصیاں کاروں پر علامہ محمد الیاس قادری صاحب کا یہ احسان ہے کہ ان کی جو تحریرات منظر عام پر آچکی ہیں وہ انتہائی نافع وکامل ثابت ہوئی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں فیضانِ سنت کا مقام نمایاں ہے اور یہ بات انتہائی تعجب ناک ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں قرآن وحدیث کے بعد اگر سب سے زیادہ جو کتب مطالعہ کی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہی فیضانِ سنت بھی ہے۔ اب تو فیضانِ سنت مع تخریج وحواشی کے بھی آگئی ہے جو کہ ایک بہت عظیم کاوش ہے اس کے علاوہ امیرِ اہلسنت کی دیگر تصانیف میں چند یہ ہیں فیضانِ بسم اللہ، پیٹ کا قفل مدینہ (یعنی بھوک کے فضائل)، فیضانِ رمضان، آدابِ طعام، اس کے علاوہ بیسیوں رسائل عطاریہ شامل ہیں۔

بیعت ومسندِ ارشاد کے لیے عالم ہونا شرط ہے

حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب قائدِ تحریک ہونے کے ساتھ مسند ارشاد پر بھی فائز ہیں اور کیوں نہ ہو کہ ایک ایسی شخصیت جس کے عمل کو دیکھتے ہوئے لاکھوں مسلمانوں کی تقدیریں بدل گئیں اس کے علاوہ غیر مسلم بھی آپ کی تعلیمات سے متاثر ہوکر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ آپ دام ظلہ العالی سلسلہ قادریہ میں بیعت کرتے ہیں اگرچہ آپ کو چاروں مشہور سلاسل سے اجازتِ بیعت حاصل ہے۔ یہ بات محلِ غور ہے کہ مسند ارشاد کے لیے عاملِ شرع وعالم ہونا شرط ہے اور عالم کی مکمل بحث تو آپ سابق میں ملاحظہ فرما آئے ہیں مزید ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی بیعت ومرشد کی شرائط کے بارے رقم طراز ہیں:

''بیعت لینے اور مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں: ایک یہ کہ

سنی صحیح العقیدہ ہو اس لئے کہ بد مذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بدترین مخلوق، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ دوسری شرط ضروری علم کا ہونا، اس لئے کہ بے علم خدا کو پہچان نہیں سکتا۔ تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا اس لئے کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور مرشد واجب التعظیم ہے، دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہوں گی۔ چوتھی اجازت صحیح متصل ہو جیسا کہ اس پر اہل باطن کا اجماع ہے"۔

(ترجمہ فارسی عبارت فتاویٰ رضویہ جدید ۲۱/۴۹۲)

نیز عالم کی دوسری شرط کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ "عالم ہو اقول علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہلسنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا ع فمن لم يعرف الشرفيوما يقع فيه (جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائیگا) صدہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۱/۵۰۶)

مرشدِ کامل کے لیے شریعت کی پابندی

"حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے کمی بسطامی کے والد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنام ولایت مشہور کیا ہے وہ شخص مرجع ناس و مشہور زہد تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اتفاقاً اس نے قبلہ کی طرف تھوکا، حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ فوراً واپس آئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا: هذا رجل غير مامون على ادب من آداب رسول الله صلى تعالىٰ عليه وسلم فكيف يكون مامونا على مايدعيه یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے

آداب سے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں، جس چیز کا ادعا رکھتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔ اور دوسری روایت میں ہے فرمایا: هذا رجل غير مامون على ادب من آداب الشريعة فكيف يكون امينا على اسرار الحق یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں اسرارِ الٰہیہ پر کیونکر امین ہوگا''۔

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۱/۵۳۹، ۵۴۰)

قفسِ تجدیدِ دین کا ایک اسیر

الحمدللہ عزوجل علماء اکرام کی تو پاکستان میں ایک کثیر تعداد موجود ہے لیکن یہ ایک عجب بات ہے کہ امیر اہلسنت کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کو بعض علماء نے مجددِ وقت بھی کہا ہے اور یہ خبر عوام اہلسنت کے لیے باعث افتخار ہے۔ امیر اہلسنت کی تجدیدی امور کو دیکھتے ہوئے کراچی میں عالمی میلاد کانفرنس میں الشیخ سید محمد یوسف ہاشم الرفاعی دام ظلہ العالی نے آپ کے مجدد ہونے کا اظہار فرمادیا جس کو کراچی کے ایک مذہبی معروف اخبار نے (جس کے ایڈیٹر امیر اہلسنت کے مرید بھی نہ تھے کیوں کہ اگر مرید اپنے پیر کی توصیف میں ایسے کلامات کا متمنی ہو تو سمجھا جاتا ہے کہ آخر مرید ہی تو ہے! لیکن ایڈیٹر صاحب و سرپرست مولانا علامہ حبیب الرحمٰن سعیدی صاحب ہیں جو کہ علامہ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب کے مرید ہیں لیکن امیر اہلسنت کے ایک محبّ ضرور ہیں) اپنے اخبار ''ہفت روزہ دین'' میں اس خبر کی نشان دہی کی، اس خبر پر بھی ہمارے بعض احباب کو شکواہ ہوا اور صاحب اخبار کو نکتہ تنقید بنا اس کی پوری روداد خود سعیدی صاحب سے سنیے انہوں نے اس کو اپنی کتاب بنا ''پندرہویں صدی کا مجدد کون؟'' میں اس طریقہ سے بیان کیا ہے کہ:

''عروس البلاد شہر کراچی میں 28 جنوری 2001ء کو عالمی میلاد کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں اندرون ملک سمیت بیرون ممالک سے کثیر تعداد میں جلیل القدر مشا

عظام جید محدثین مفکرین مفسرین مفتیان کے علاوہ معروف مذہبی اسکالرز اور دانشوروں نے شرکت فرمائی۔ان میں زبدۃ العارفین شیخ المحدثین قاطع وہابیت فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ الشیخ سید یوسف ہاشم الرفاعی دامت برکاتہم العالیہ سابق وزیر کویت کی شخصیت قابل ذکر ہے آپ کو کراچی میں کئی علماء اکرام نے استقبالیئے دیئے ایک استقبالیہ کی تقریب سے آپ سے آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس صدی کے مجدد انشاء اللہ تعالیٰ امیر اہلسنت ابوالبلال حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری ہونگے آپ کے خطاب کی اصل کیسٹ بھی موجود ہے بعد ازاں گلستان جوہر میں مفتی اعظم کراچی حضرت علامہ مفتی ابوبکر صدیق عطاری نے جب حضرت فضیلۃ الشیخ دامت برکاتہم العالیہ سے زیر بحث مسئلے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے تحریری طور پر بھی اپنے مؤقف کو واضح کیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے خطابت میں نہیں کہا بلکہ قرآئن وشواہد کی رروشنی میں کہا ہے تحریر میں آپ نے دعا بھی فرمائی ہے کہ اے اللہ اس صدی کا مجدد حضرت امیر اہلسنت کو بنا ہفت روزہ دین کے ایک نمائندے نے جب مذکورہ خبر لاکر دفتر میں دی تو اخبار کے ذمہ دار احباب نے ایڈیٹنگ کے لحاظ سے اس خبر کو مین ہیڈ نگ کے طور پر شائع کر دیا ایڈیٹیگ کرتے وقت ہمیشہ صحافی یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا اخبار کونسی خبر سے زیادہ اجاگر ہوگا اور قارئین اسے کس خبر سے زیادہ پسند کریں گے تو وہی خبر لیڈ میں لگاتے ہیں اس لیے ہفت روزہ دین کی مینجمنٹ نے بھی قطع نظر اس سے کہ یہ خبر متنازعہ بن جائے گی۔صرف اخبار کی بہتری کیلئے اس لیڈ کو لگا دیا ہفت روزہ دین کی مینجمنٹ کو جس طور پر نظر انداز کیا گیا اور بے اعتنائی کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بھی اپنوں سے نا قابل فہم ہے لیکن چونکہ ہفت روزہ دین اہلسنت کا بے باک اخبار ہے مینجمنٹ اخلاص سے کام کر رہی ہے اس لیئے بجائے اس کے کہ مشکلات میں گھر جاتے بلکہ ان حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے کامیابی کی منازل

طے کرتا جارہا ہے آج ڈھائی ماہ اس خبر کو لگے ہوئے گزر چکے ہیں مگر قارئین کی ایک کثیر تعداد نے ہم سے خطوط کے ذریعے اور ٹیلیفون پر اور بالمشافہ مل کر اس سوال کو دہرایا ہے کہ حضرت فضیلۃ الشیخ یوسف ہاشم الرفاعی کا بیان جسے اخبار دین کے صفحات کی زینت بنایا گیا ہے اور کچھ علماء نے اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اس مسئلے کی اصلی نوعیت کیا ہے قارئین کے اصرار پر مجدد کی علامات شناخت اور گذشتہ صدیوں کے مجددین کی فہرست حاضر خدمت ہے اسے ملاحظہ کرنے کے بعد علماء اہلسنت پر نظر ڈالیں کہ یہ علامات کس عالم دین میں پائی جاتی ہیں ایسے میں خالی الذہن ہوکر امیر اہلسنت کی حیات مستعار کا مطالعہ بھی ضرور کر لینا"۔

(پندرہویں صدی کا مجدد کون؟ ص ۱۲، ۱۴)

مجدد کی شناخت اور مجددین کی فہرست

کتاب مذکورہ میں ہی سعیدی صاحب نے علامات مجدد پر بھی روشنی ڈالی ہے بغیر کسی تبدل کے ہم اس کو اسی طرح لکھتے ہیں:

"علامات مجدد۔ مجدد کی علامات مندرجہ ذیل ہیں

☆ عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر اپنی قلبی بصیرت اور خداداد صلاحیتوں سے بدعقیدگی و بد مذہبی بے دینی اور الحاد کا خاتمہ کرے۔"

☆ سرکار رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں کا قلع قمع کرے۔

☆ سراج الامۃ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہ پر اور دیگر شرعی مسائل سے گرد و غبار کو صاف کر کے انہیں عملی طور پر نافذ کرائے۔

☆ قندیل نورانی شہباز لامکانی حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا سچا وارث بن کر دین

اسلام اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء کرے۔

☆ وہابیہ دیوبندیہ کی نام نہاد تبلیغ سے پھیلائی جانے والی بدمذہبی کا خاتمہ کرے۔

☆ بے حیائی بے غیرتی فحاشی و عریانی کے سیلاب کے سامنے بندھ باندھ دے۔

☆ اور خواتین کو چادر و چار دیواری سے روشناس کر کے پردہ نشین بنائے۔

☆ توحید خداوندی اور شان رسالت ﷺ شان صحابہ اہلبیت و شان اولیاء رحمہم اللہ کا صحیح معنوں میں محافظ بن کر ان کے منکرین پر قہر خداوندی کی بجلی بن کر گرے۔

☆ سلطنت دین اسلام کا خلیفہ بن کر ایمان کے لٹیروں کو بے نقاب کر دے۔

☆ عشق رسول ﷺ میں سرشار ہو کر مذہبی بگلوں کے فریب کو چاک کرے۔

☆ اپنے تجدیدی کارناموں سے امت مسلمہ کی رہنمائی کرتے ہوئے ان کے دین و ایمان کو تازہ کر دے اور سرکار دو عالم ﷺ کی مردہ سنتوں کو زندہ کر دے"۔

(پندرہویں صدی کا مجدد کون؟ ص ۱۴،۱۵)

پھر آگے مجدد کی شرائط کے بارے لکھتے ہیں کہ:

"محققین علماء اور مشائخ عظام نے مجدد کی شرئط اور اس کی پہچان کچھ اس طرح بیان کی ہیں کہ مجدد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک صدی کے آخر اور دوسری کی ابتداء میں اپنی دینی خدمات علم و فضل عالمانہ شان و شوکت تقویٰ و پرہیزگاری کی بے مثال شہرت رکھتا ہو اس کے ہم عصر علماء اس کے متعلق اسکے احیاء سنت کے کام کا ذکر کرتے ہوں اور دین میں داخل کی گئی برائیوں اور بدعات کے خلاف برسرپیکار ہو سنن رسول ﷺ اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت اس کی زندگی کا مشن ہو اس کی دینی خدمات اور احیاء سنت کا کام زبان زد عام ہو اس کے احیاء دین و سنت سے متعلق اس کی مساعی جمیلہ رنگ لا رہی ہو تو جس عالم دین نے کسی صدی کا آخری حصہ نہ پایا ہو یا پایا ہو مگر اس میں اس کی دینی خدمات کی شہرت

نہ ہوئی ہوتو ایسا عالم دین مجدد نہیں بن سکتا اور یہ بات بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر صدی میں پوری روئے زمین پر صرف ایک ہی مجدد ہو بلکہ ایک سے زائد مجدد بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مختلف علاقوں میں جہاں دین اسلام کو خطرات ہوں وہاں اللہ تعالیٰ مختلف مجدد ین بھیج دے تا کہ وہ دین اسلام کی اصلی کیفیت کو اجاگر کر سکیں"۔

(پندرہویں صدی کا مجدد کون؟ ص ١٦)

یہ مکمل روداد تو امیر اہلسنت کے اعلان مجددیت کے بارے تھی جو آپ نے ملاحظہ فرمائی لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سابقہ ددوار کے مجددین کی بھی ایک فہرست نذر قارئین کر دیں۔

پہلی صدی کے مجدد خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبداللہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کی پیدائش ٦١ھ میں اور وصال ١٠١ھ میں ہوا اس اعتبار سے آپ کو دوسری صدی کا مجدد کہنا چاہیے لیکن تمام علماء کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ آپ پہلی صدی کے مجدد ہیں۔

دوسری صدی کے مجدد سیدنا امام شافعی و سیدنا امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تیسری صدی کے مجدد قاضی ابو العباس بن شریح شافعی، امام ابو الحسن اشعری اور محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چوتھی صدی کے مجدد امام ابو بکر باقلانی و امام ابو حامد اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

پانچویں صدی کے مجدد قاضی فخر الدین حنفی و امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چھٹی صدی کے مجدد امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ساتویں صدی کے مجدد امام تقی الدین بن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آٹھویں صدی کے مجدد امام زین الدین عراقی، علامہ شمس الدین جزری اور علامہ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی اور علامہ شمس الدین سخاوی ﷫ ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد امام شہاب الدین رملی اور ملا علی قاری ﷫ ہیں۔

گیارہویں صدی کے مجدد امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حضرت علامہ میر عبدالواحد بلگرامی مصنف سبع سنابل شریف ہیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ﷫۔

بارہویں صدی کے مجدد شہنشاہ ہند ابوالمظفر محی الدین اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی، حضرت سیدی شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی، حضرت شیخ غلام نقش بند لکھنوی، اور حضرت قاضی محب اللہ بہاری ﷫ ہیں۔ بعض لوگوں نے اپنی خوش اعتقادی کے باعث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ﷫ کو بھی بارہویں صدی کا مجدد کہا ہے مگر تصریحات علمائے اسلام کے مطابق ان کا شمار مجددین میں نہیں ہے کیونکہ شاہ صاحب کی پیدائش ۱۱۱۴ھ میں اور وفات ۱۱۷۶ھ میں ہوئی ہے تو صاحب علم وفضل ہونے کے باوجود انھوں نے نہ تو کسی صدی کا آخر پایا اور نہ کسی صدی کا آغاز۔

تیرھویں صدی کے مجدد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ﷫ کے فرزند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ﷫ متولد ۱۱۵۹ھ متوفی ۱۲۳۹ھ

چودھویں صدی کے مجدد امام اہلسنت اعلحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی ﷫ ہیں۔

پندرھویں صدی کے عظیم مجدد

مذکورہ بالا سطور سے کھلی چشموں دیکھا جا سکتا ہے کہ الحمد للہ عزوجل صدی حاضرہ کا مجدد کون ہے؟ اور یہ میرا دعویٰ نہیں ہے بلکہ علماء اہلسنت کے عظیم ستون کا قول ہے اسی پر ہی بس نہیں بلکہ 'پندرھویں صدی کا مجدد کون؟' نامی کتاب پر جس میں دلائل و براہین سے مزین کر کے امیر اہلسنت کی مجددیت کو ثابت کیا گیا ہے اور رئیس التحریر مصنف کتب کثیرہ شیخ الحدیث والتفسیر مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی صاحب کی تقریظ

بھی ہے اور قارئین اکرام جانتے ہوں گے کہ کسی کتاب پر تقریظ مؤید دعویٰ ہوتی ہے۔

مجدد مائۃ حاضرہ رزم گاہ حق و باطل میں

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی مقدس زندگی کے کارناموں پر ایک نگاہ ڈالیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ مجدہ الکریم نے اپنے اس بندہ خاص کو اپنے دین متین کی حفاظت وصیانت کے لیے ہی پیدا فرمایا ہے۔ دین کی تجدید و تبلیغ، اسلام کی حمایت و نصرت ہی آپ کی فرض منصبی کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔

دور حاضر جس میں فتنہ ہائے زمانہ ہر آن منہ کھولے کھڑے ہیں ایک ایسا دور جس میں قوم بے راہ روی کو شکار ہو، جس میں لوگ گناہوں کو اپنی تہذیب کا ایک حصہ قرار دیتے ہوں، جس میں تمدنی معاشرتی، اخلاقی، روحانی، سماجی ضوابط کا جنازہ نکل چکا ہو، جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، بے پردگی، سنتوں سے دوری، گانا باجا، زنا، چوری، ڈکیتی، قتل و غارت گری، شراب نوشی وغیرہ وغیرہ غیر شرعی امور زندگی رائج ہوں، ایسا دور مقتضی ہے ایک ایسے مصلح کا جو قوم کو اللہ کی عطا کردہ تجدیدی طاقت سے ان عریاں خیالات کو پاش پاش کر دے جو اپنے علم و عمل سے بے راہ رو عوام کو قرآن و سنت کی روشنی سے روشناس کروائے یقیناً ان شرائط پر ہم امیر اہلسنت کو پورا اترتا دیکھتے ہیں جنہوں نے ہمارے معاشرہ سے گناہوں کے ناسور کو نکالنے کے لیے حتی المقدور کوشش کی اور آپ مدظلہ العالی اس کوشش میں کامیاب بھی رہے جس کو ہر باخبر جانتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تبلیغیوں کا ہولناک فتنہ عظیم

کراچی کے جس ماحول میں امیر اہلسنت نے بلوغت کی آنکھ کھولی تو آپ نے دیکھا کہ ناموس رسل ومرسل پر اغیار امہ نہیں بلکہ مسلمان کہلانے والے اور مسلمان ہو کر غیر مسلم طاقتوں کے ذرخرید غلاموں کے حملے عروج پا رہے ہیں وہ لوگ جو ہر سو یہ کہتے سنائی دیئے گئے کہ "(۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے (۲) افعالِ قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں (۳) رب تعالیٰ اپنی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے (۴) غیب کی بات جاننے میں انبیاء اور شیطان برابر ہیں (۵) یہ جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (۶) خدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر دے (۷) اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے رو برو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (۸) انبیاء ہمارے بڑے بھائی ہیں (۹) نبی مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں (۱۰) حضور کا علم غیب مجنون اور چوپایوں کی طرح ہے (۱۱) تبلیغی علماء حضور کے استاد ہیں (۱۲) شیطان اور ملک الموت کا علم نص سے ثابت ہے نبی پاک کا علم ثابت نہیں (۱۳) امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ بھی جاتے ہیں (۱۴) حضور کے بعد بھی نبی آسکتا ہے (۱۵) نماز میں حضور کا خیال گدھے کے خیال سے بدتر ہے (۱۶) یا رسول اللہ کہنے والوں کا قتل جائز ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور حیرت یہ کہ یہی قائلینِ عقائدِ فاسدہ نگر نگر، ڈگر ڈگر اپنے عقائدِ باطلہ کا پرچار ایک تحریکی رنگ میں کر رہے ہیں، تو آپ کا دل فرطِ عشق میں ناشکیبا ہوا اور آپ نے بھی ایک ایسی تحریک کا قصد فرمایا جس میں عشق ومحبت رسول بھی ہو تو علم وعمل بھی پھر وہ وقت بھی آ ہی گیا جس میں غیبی ذرائع نے آپ کو قائد منتخب کر لیا اور اس کا مکمل حال آپ سابق تحریر میں ملاحظہ کر آئے ہیں اور اس کے متعلقات کو آئندہ بحث میں انشاء اللہ ﷻ سلجھاتے ہیں۔

تبلیغیوں کی بیخ کنی پر کوشش بلیغ کی وجہ

اس موضوع کو سلجھانے کے لیے ہم مولانا حبیب الرحمن سعیدی صاحب کی کتاب کا ایک قطع پیش کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں: "اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دعوت اسلامی جس کے قیام کا مقصد اکابرین اہلسنت کی نظر میں تبلیغی جماعت کا راستہ روکنا تھا اس نے اپنی ذمہ داری خوب نبھائی ہے کہ ان کے زیاں کار نمازی گلی گلی کوچہ کوچہ گاؤں گاؤں قریہ قریہ نماز اور کلمے کی نمائش کرنے والے بوکھلاہٹ کا شکار ہیں پہلے بھی کبھی انہوں نے کسی غیر مسلم کو کلمہ نہیں پڑھایا انکے منصوبے جات میں یہی شامل ہوتا تھا کہ کفر کی مشین گنوں اور گنوں، رائفلوں سے لیس ہو کر قبلہ وکلمہ گو مسلمانوں پر کفر وشرک کے فتوے لگا کر انہیں کافر ومشرک بنانا مزارات کے گنبد ڈھانا اور قبور کو مسمار کرنا یہ سب کچھ تو یہ کرتے تھے مگر ان سے پوچھا جائے کہ کبھی تم نے گرجا و کلیسا کے خلاف بھی دو جملے بولے؟ کیا تمہارے سالانہ اجتماع دیکھنے کے بعد تمہارے زہد وتقویٰ و پارسائی سے متاثر ہو کر کوئی داخل اسلام ہوا؟ تو اس کا جواب نفی میں ملتا ہے اور اگر دعوت اسلامی اور تبلیغی جماعت کی تبلیغ نوعیت کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغی جماعت کے ارکان کلمے پر زور دیتے ہیں جبکہ دعوت اسلامی کے وابستگان صاحب کلمہ کا عشق پڑھاتے ہیں"۔

(اسلام کا نظام تبلیغ ص ۳۷)

جس دور میں دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی گئی اس وقت اہل حق ایک ایسے مسیحا کے متلاشی تھے جو ان کے ایمان وایقان کا محافظ ثابت ہو۔ دعوت اسلامی کے وجود میں آتے ہی اہل ایمان نے دیکھا کہ باطل کو کیسے منہ کی کھانی پڑی اور وہ لوگ جو کل کہا کرتے تھے کہ ہم ملت مسلمہ کے مصلح ہیں لیکن اس نعرہ کی آڑ میں وہ لوگ جو کچھ کرتے تھے وہ عوام اہلسنت سے پوشیدہ نہیں ہے آخر کار دعوت اسلامی نے نہ صرف باطل کا منہ کالا کیا بلکہ وہ عقائد فاسدہ

جو وہ لوگ لوگوں کے دلوں میں ڈال چکے تھے ان کی بھی بیخ کنی کی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ﷻ کا احسان عظیم ہے کہ اس فتنہ پرور دور میں جہاں اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا بہت مشکل ہے دعوت اسلامی نے امت مسلمہ کی تربیتِ اعمال وعقائد میں مقدمۃ الجیش کا کام کیا۔

اخلاقیاتِ معاشرہ کا مُصلح

امیر اہلسنت کی تعلیمات کی اولین ترجیحات میں اخلاقیاتِ معاشرہ کی اصلاح ہے۔ اس امر کے لیے آپ نے عام روایتی اندازِ تبلیغ سے ذرہ ہٹ کر زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جدید اندازِ فکر سے کام کیا ہے آپ کی تعلیمات پر اگر نظر کی جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ آپ کی تعلیات تو وہی غزالی و رومی جیسی ہیں جن کی ذو د اثر تعلیمات نے اس دور کے تقاضوں کے مطابق تبلیغ فرمائی تھی لیکن آپ چونکہ سائنس ومیڈیا کے دور سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا آپ نے ایک ایسا سائنٹفک ذریعہ تبلیغ اپنایا کہ لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ اس نظریہ کو قبول کیا۔

اصلاحِ معاشرہ کی تربیتِ نو اور اس کا لائحہ عمل

☆72 بہتر مدنی انعامات:۔ ۷۲ مدنی انعامات کی صورت میں دعوت اسلامی سے وابستہ ہو کر زندگی گزارنے کا ایک لائحہ عمل دیا، جس پر عمل کرنا امیر اہلسنت کی طرف سے ہر اسلامی بھائی کے لیے ضروری ہے اس مدنی انعامات میں جہاں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے ارکان اسلام موجود ہیں وہاں عقایدِ اہلسنت بھی موجود ہیں اسی طرح اخلاقیات کے اعتبار سے جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی جیسے موذی قلبی گناہوں سے محبین دعوت اسلامی کو روکا گیا ہے۔ یہ لائحہ عمل ایک کارڈ کی صورت میں ملتا ہے جس کو ہر روز ایک عامل مدنی انعامات پُر کرتا ہے اس طرح ہر ماہ اس کارڈ کو پُر کر کے وہ اپنے نگران اسلامی بھائی کو دیتا ہے اور یہ

سلسلہ در سلسلہ مرکز دعوت اسلامی کراچی میں جاتا ہے۔

☆ مدنی قافلہ:۔ تبلیغ دین کی اصلی روح جو ہم کو حجۃ الوداع میں نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ آقاد وعالم ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو یہ حکم ارشاد فرمایا کہ جو تم نے سیکھا ہے اب تم پر حق ہے کہ دوسروں تک اس کا پیغام پہنچاؤ اس ارشادِ نبی ﷺ سنانا تھا کہ مبلغ اعظم ﷺ کے جاں نثار دنیا کے مختلف اسفار پر روانہ وہ گئے۔ آج دینا کے مختلف مقامات پر جو اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے مزارات نظر آتے ہیں وہ انہی تبلیغی اسفار کا ہی نتیجہ ہیں۔ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی اس یاد کو تازہ کرنے کے لیے دعوت اسلامی والے بھی آج ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ کی جانب تبلیغ دین کے لیے سفر کرتے ہیں اسی کو دعوت اسلامی کی اصطلاح میں مدنی قافلہ کہتے ہیں۔ آج دعوت اسلامی نہ صرف پاکستان میں بلکہ دینا کے 56 مما لک سے زائد میں اپنے آپ کو متعارف کروا چکی ہے اور باقاعدہ طور پر ان مما لک میں دعوت اسلامی کا نیٹ ورک قائم ہے

☆ اجتماعات:۔ دعوت اسلامی کے بنیادی تحریکی امور میں سے ایک علاقائی وصوبائی وملکی سطح پر اجتماعات منعقد کرنا بھی ہے۔ انہی اجتماعات کی برکت ہے کہ دعوت اسلامی دن بارھویں رات چھبویں ترقی کر رہی ہے اور دعوت اسلامی کے اجتماعات میں علماء دعوت اسلامی کے بیانات سے دن بدن لوگوں کی تقدیریں بدل رہی ہیں۔ اب تو بین الاقوامی سالانہ تین روزہ ملتان شریف میں ہونے والے اجتماع کی برکت سے دعوت اسلامی کا پیغام پوری دنیا میں پہنچانے کی سعی کی جارہی ہے۔ اب تک تحریک کا پیغام دنیا کے 56 مما لک میں پہنچ چکا ہے

☆ مجلس شوری ومشاورتیں:۔ امۃ مسلمہ کا پسندہ ہونے کا ایک سب سے بڑا سبب ان کا کسی بھی کام کو نظم وضبط سے نہ کرنا ہے جس کام میں تنظیم نہیں ہوتی وہ ادھورا و نامکمل رہ جاتا ہے اور انسان کی ترقی وکامرانی کے امکان کم رہ جاتے ہیں۔

اسی لیے دعوت اسلامی اپنا ہر کام نظم سے کرتی ہے دعوت اسلامی چونکہ ایک عالمی تحریک ہے

اور عالمی سطح پر کام کرنے میں آسانی پیدا کرنے کے لیے امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب نے ہر کام کی علیحدہ علیحدہ مجالس ترتیب دے دی ہیں جیسے عالمی امور کی بجا آوری کے لیے مجلس شوریٰ جو عالمی مسائل کو حل کرتی ہے۔ اسی طرح صوبائی مجالس، شہر سطح کی مجالس، علاقائی سطح کی مجالس وغیرہ۔

☆مسجد، جیل، گونگے بہرے، اسلامی بہنوں کی مجالس:۔ دعوت اسلامی کا تعلق چونکہ محراب و منبر سے ہے جہاں سے پیغام قرآن و سنت کو عوام تک پہنچانے میں آسانی رہتی ہے اسی لیے مساجد کے مسائل کو ڈیل کرنے کے لیے ایک علیحدہ مجلس ترتیب دی گئی ہے۔ اب تو الحمدللہ بدنامِ زمانہ لوگ جن کو منہ لگانا کوئی پسند نہیں کرتا تھا۔ دعوت اسلامی ان لوگوں کو بھی سدھارنے کی کوشش کررہی ہے۔ میری مراد جرائم پیشہ افراد ہیں جو جیلوں میں سڑ رہے ہیں اور اسلامی بھائی جیلوں میں جاجا کر ان کو قاری، عالم، مفتی بنانے کی سعی کررہی ہے۔ گونگے بہرے اسلامی بھائی جو ہمارے معاشرہ کا ایک اہم کردار ہیں جن کی تربیت بھی انتہائی ناگزیر ہے ان کی اصلاح کے لیے بھی مجالس ترتیب دی گئی ہیں جو اشارہ کی زبان سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔ اسلامی بہنیں جو کہ جنس مخالف سے تعلق رکھتی ہیں اور اس جنس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر ایک عورت سدھر جائے تو ایک معاشرہ کو سلجھا سکتی ہے، ان کی تربیت کے لیے بھی مجالس کی ترکیب بنائی گئی ہے الحمدللہ ﷻ اب اسلامی بھائیوں کی طرح اسلامی بہنوں میں بھی عالمی سطح پر اجتماعات و ابلاغ و تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔

☆مدارس و جامعات:۔ دعوت اسلامی کے قائد علامہ مولانا محمد الیاس قادری صاحب چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر سنی مسلمان نہ صرف عام معلومات رکھتا ہو بلکہ ہر ایک عالم و فاضل شخص بن جائے اس کے لیے دعوت اسلامی کی طرف سے جگہ جگہ مدرسۃ المدینہ کے نام سے حفظ و ناظرہ کے مدارس قائم ہیں جو لاکھوں طلباء کو قاری و حافظ بنا چکے ہیں اور تا حال یہ سلسلہ

جاری ہے، جامعۃ المدینہ کے نام سے دسیوں جامعات ملک بھر میں قائم ہیں جن میں درس نظامی کورس کروایا جاتا ہے جس کے ذریعے تاحال سینکڑوں علماء وفضلاء فارغ التحصیل ہو گئے ہیں

☆ دارالافتاء ومجلس تحقیقاتِ شرعیہ:۔ دعوت اسلامی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ الحمدللہ عزوجل جامعات المدینہ کے تحت تخصص فی الفقہ کے نام سے چار سالہ کورس کروایا جارہا ہے جس کے ذریعے دسیوں مفتیان اکرام فارغ التحصیل ہو کر دارالافتاء کے اہم شعبہ میں کام کررہے ہیں اور مفتیان اکرام کی تربیت کے لیے اور عوامی مسائل کے حل کے لیے مختلف شہروں میں دارالافتاء اہلسنت کے نام سے دارالافتاء قائم ہیں۔ اسی طرح ایک مجلس تحقیقاتِ شرعیہ کا انعقاد کیا گیا ہے جو دورِ حاضر کے دقیق وجدید مسائل میں غور وخوض کر کے عوام کے لیے آسانی فراہم کررہی ہے۔

☆ المدینۃ العلمیۃ:۔ نشر واشاعت کے حوالہ سے دعوت اسلامی نے المدینۃ العلمیہ کے نام سے ایک مجلس ترتیب دی ہے اس مجلس کے تحت مزید شعبہ جات کام کررہے ہے(۱) شعبہ کتب اعلیٰحضرت (۲) شعبہ درسی کتب (۳) شعبہ اصلاحی کتب (۴) شعبہ تراجم کتب (۵) شعبہ تفتیش کتب (۶) شعبہ تخریج کتب

☆ مدرسۃ المدینہ برائے بالغاں، صدائے مدینہ:۔ وہ حضرات جو دنیوی مصروفیات کی بنا پر دینی وشرعی معلومات سے محروم ہیں وہ لوگ جن کو قرآن حکیم درست مخارج کے ساتھ نہیں پڑھنا آتا ان تک تعلیم پہنچانے کے لیے مدرسۃ المدینہ کے نام سے رات کے مدارس کا اہتمام یا جاتا ہے جو پاکستان کی اکثر وبیشتر مساجد میں لگائے جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو فجر میں سستی کی وجہ سے نماز سے محروم رہتے ہیں ان کو اٹھانے کے لیے اسلامی بھائی صبح لوگوں کو اٹھاتے ہیں اسی کو دعوت اسلامی کی اصطلاح میں صدائے مدینہ کہتے ہیں۔

☆ویب سائٹ،الیکٹرک و پرنٹڈ میڈیا:۔جدید تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دعوت اسلامی کی اپنی ویب سائٹس بھی ہیں(www.dawateislami.org,www.dawateislami.net) جس میں عام انسان کے لیے اتنی معلومات اردو زبان میں رکھ دی گئی ہے کہ ہم بلا مبالغ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اردو زن کی دینا بھر کی سب سے بڑو ویب سائٹس جس میں اسلامی معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ دعوت اسلای کی ہی ویب سائٹس ہیں،اسی طرح نشر و اشاعت کے لیے مکتبۃ المدینہ کے نام سے ایک بک سیل پوائنٹ ترتیب دیا گیا ہے جو علماء اہلسنت کی کتب کی ترسیل رعائتی داموں کر رہا ہے۔

تحریک و دعوت کے تدریجی مراحل

''اسلام کا نظام تبلیغ اور دعوتِ اسلامی''،جس کو علامہ حبیب الرحمٰن سعیدی صاحب نے تحریر فرمایا ہے اس کتاب میں پاک و ہند میں تبلیغ دین کے مختلف ادوار مختصر مگر جامع انداز سے سلجھایا گیا ہے،کتاب مذکورہ کا ایک ایک حرف مذکورہ عنوان کو زینت بخشتا ہے،چونکہ اس کتاب کو مکمل اس جگہ تحریر کرنا مشکل ہے ذوقِ مطالعہ کے لیے اصل کتاب سے استفادہ حاصل کریں،میں یہاں چیدہ چیدہ کچھ بیان کرتا ہوں ملاحظہ ہو:

''**اہلسنت کا تنظیمی انحطاط**:۔اہلسنت و جماعت کے مسلک و عقیدہ کے حامل فرمانرواؤں نے برصغیر پاک و ہند پر مسلسل گیارہ سال تک حکومت کی اسی دور میں حجاز مقدس اور دیگر اسلامی ممالک سے علماء اسلام اور مشائخ عظام نے تشریف لا کر کفرستان ہند کو نور اسلام سے منور فرمایا۔لاکھوں اور کروڑوں بتوں کے پجاریوں کو ایک خدا کی معرفت عطا فرما کر انھیں خالق کائنات کی بارگاہ اقدس میں سربسجود کر دیا۔لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خاندان مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی اہلسنت و جماعت کے تنظیمی انحطاط کا آغاز ہو گیا۔

انگریز کے خلاف فتویٰ جہاد:۔ محدث کبیر حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے فتویٰ جہاد سے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی کی ابتداء ہوئی تو لاکھوں نوجوانوں نے اپنے قائد حضرت فضل حق خیر آبادی کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے سروں پر کفن باندھے میدان جہاد میں کود پڑے لیکن ان میں تنظیم نہ ہونے کی بناء پر انگریز کی محدود مگر منظم قوت نے انھیں اعلیحدہ محازوں پر کچل دیا۔

اکابرین اھلسنت کو سزائیں:۔ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کو کالے پانی کی سزا ہوئی جبکہ دیگر عمائدین و اکابرین پر بھی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے کیونکہ انگریز کو سب سے زیادہ خطرہ علماء اہلسنت سے ہی تھا چناچہ انھیں درختوں سے باندھ کر گولیوں کا نشانہ بنایا گیا سرعام پھانسی دی گئی کالے پانی بھیجا گیا ان شہیدان ملک وملت میں رئیس المجاہدین حضرت مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی شہید مولانا کفایت علی کافی شہید، امام المجاہدین سید احمد شاہ مدارسی، غازی اسلام حضرت مولانا فضل رسول بدایونی، علامہ فیض احمد عثمانی، شہید حریت مولانا وہاج الدین مرادآبادی، مجاہد جلیل مولانا رسول بخش کاکوروی، حضرت مولانا صدرالدین آزردہ اوران کے احباب وتلامذہ شامل تھے۔

کتب خانے نذرآتش:۔ یہ وہ مقدس گروہ ہے جس نے فرنگی سامراج سے ٹکر لے کر حرمت اسلام کا تحفظ فرمایا انگریز حکمرانوں نے نہ صرف ان اکابرین ملت کی زندگیوں کے چراغ کو گل کیا بلکہ انہوں نے اہلسنت وجماعت کی لائبریریوں سے نادرونایاب علمی کتب کو چن چن کر نذر آتش کیا اور باقی ماندہ کتب کو بھی ردی میں ضائع کر دیا اس طرح یہ انمول علمی جواہر پارے مٹی میں ملا دیئے۔

اس کے بعد برصغیر پاک وہند میں پھیلے ہوئے دینی مدارس کو نیست ونابود کر دیا گیا عربی اور فارسی کی جگہ انگریزی تعلیم لازمی قرادی گئی مدارس سے ملحق وقف جائیدادیں بھی حکومت نے

غصب کرلیں ۔انگریز جب بزعم خود اہلسنت و جماعت کو ختم کر چکا تو ان کے شاندار ماضی کے کھنڈرات پر اپنے نظریات کے محل کھڑے کرنے شروع کر دیئے۔

انگریز کی حاشیہ بردار تحریکیں :۔ اس مذموم مقصد کیلئے انہوں نے اول بد نام زمانہ لارڈ میکاولے کا نظام تعلیم جاری کیا اور بعد ازیں اپنے حاشیہ برداروں اور مذہبی شتر مرغوں کے ذریعے مختلف ادارے اور تحریکیں شروع کروائیں ان میں سرسید کی تحریک علی گڑھ۔سید احمد بریلی اور اسماعیل دہلوی کی وہابی تحریک، مرزا قادیانی کی تحریک قادیانیت اور مدرسہ دیوبند وغیرہ وغیرہ شامل ہیں چنانچہ شرپسند عناصر نے انگریز سرکار معاونت وسرپرستی میں اسلام کے بنیادی عقائد میں توڑ پھوڑ شروع کردی اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد میں نقش نگاری کرتے رہے تاہم اہلسنت کی تہذیبی اور علمی راکھ میں ابھی تک شرر باقی تھے مجاہد تحریک آزادی حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے بعد شاہ فضل رسول بدایونی، اعلیٰ حضرت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری ؒ جیسے عمائدین وکابرین نے اپنی صفوں کی شیرازہ بندی کی اور باغیان دین کا قلع قمع کیا لیکن مخالفین کو چونکہ انگریز سرکار کی سرپرستی حاصل تھی اس لئے وہ ایسے متحرک اور منظم ہوئے کہ تاریخ کے صفحات پر پھیل گئے اور اہلسنت و جماعت اپنی تمام تر خوبیوں اور کثرت تعداد کے باوجود صحیح مقام نہ پا سکے۔

اکابرینِ اہلسنت کا اندازہ نہ کر سکنا:۔ اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو اس زوال کا ایک بڑا سبب ہمارے اکابرین کا حالات کا اندازہ نہ کرنا ہے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں او رخوبیوں کے باوجود پیش منظر سے ہٹے رہے اور اس موقع پر مخالفین نے ہر طرح اور ہر محاذ پر قبضہ کیئے رکھا جس میں انہیں کامیابی بھی ملی جبکہ اہلسنت کے اکابرین عوام اہلسنت کو کوئی بھی منظم نمائندہ تنظیم مہیا نہ کر سکے اپنی علیحدہ علیحدہ علاقائی تنظیموں کے ذریعے دشمن کا مقابلہ

کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

منظم ہونے کی کوشش:۔ لیکن جو پانی سر سے اوپر گزر گیا تو پھر ہمارے اکابرین آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے منظم ہونا شروع ہوئے انہوں نے پورے برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض کے طوفانی دورے کیئے عوام میں مذہبی سیاسی شعور پیدا کیا انہیں آزادی کا سنہرا خواب دکھایا اور مسلم لیگ کے ہاتھ مضبوط کرنے کی ہدایت کی اور مختلف شہروں میں بڑی بڑی سنی کانفرنس منعقد کیں پہلی سنی کانفرنس 1897ء دوسری 1925ء تیسری 16,17 مئی 1927 چوتھی 20,22 مئی 1930 پانچواں 1935ء چھٹی 1939ء اور ساتویں عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس 27 تا30 اپریل 1946ء اس کانفرنس کے روح رواں اور رہنمایان ملت میں امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صدیقی امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی شاہ محمد عارف اللہ قادری مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری مولانا ابوالبرکات سید محمد احمد قادری مولانا عبد الحامد بدایونی شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمہم اللہ جیسے یگانہ روزگار بزرگ شامل تھے لیکن اس وقت ان بزرگوں نے اپنی علیحدہ تنظیم بنانے کی بجائے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا اس وقت تو شاید یہ وقت کا تقاضہ بھی تھا کہ تمام مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر انگریز اور ہندو کی مشترکہ طاقت کا صحیح طور پر مقابلہ کر سکیں۔

قیام پاکستان کے بعد مخالفین کا قبضہ:۔ بالآخر علماء و مشائخ اہلسنت ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قیام پاکستان کے فریضے سے عہدہ برآ ہو گئے اور واپس اپنی خانقاہوں میں جلوہ افروز ہو گئے جس کا نقصان یہ ہوا کہ مسلم لیگ کی قیادت نے علماء حامیان پاکستان کی بجائے علماء مخالفین پاکستان کو دستور ساز اسمبلی اور دیگر اداروں میں جگہ دی اور علماء اہلسنت کو بالکل نظر انداز کر

دیا۔ بعد ازاں جب مسلم لیگ پر سرمایا داروں اور جاگیرداروں نے قبضہ کیا تو انہیں راہ راست پر لانا اوران سے نفاذ اسلام کی توقع رکھنا عبث تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد علماء اہلسنت کو یہ احساس شدت سے ستارہا تھا کہ ہماری علیحدہ نمائندہ تنظیم ہونی چاہیے تھی جو ہمارے حقوق کا تحفظ کرتی۔

حضور غزالی زماں کی کاوش:۔ امام اہلسنت غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس مایوس اور پریشانی کے عالم میں باران رحمت کا پہلا قطرہ بنے انہوں نے اہلسنت کی اس زبوں حالی پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کیا انہوں نے اس سلسلے میں غازی کشمیر حضرت علامہ صاحبزادہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری کو ایک خط ۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو لکھا جس میں انتہائی دردمندی سے دکھی دل کے ساتھ انہیں حالات سے آگاہ کیا گیا اہلسنت کے انتشار پر رنج وغم کا اظہار کیا گیا انہوں نے خط میں اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلم لیگ نے تحریک پاکستان کے مخالفین کو اہم ذمہ داریاں سونپ دی ہیں اور مجاہدین تحریک آزادی کے قافلے کو نظرانداز کر دیا ہے لہٰذا اہلسنت کو ایک امیر کی قیادت میں متحد ومنظم ہونا چاہیے۔

جمیعت علماء پاکستان کا قیام:۔ امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی نے اہلسنت کی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو اکھٹا کرنے کیلئے ۲۸۔۲۷ مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان میں اکابر علماء ومشائخ اہلسنت کا ایک اجلاس طلب کیا اس اجلاس جے یو پی کی تشکیل کی گئی مرکزی قیادت کا انتخاب ہوا مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری صدر اور علامہ سید احمد سعید کاظمی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے جبکہ دیوان سید آل رسول اجمیری مولانا عبدالحامد بدایونی مفتی صاحب داد خان خواجہ قمرالدین سیالوی اور مولانا عبدالغفور ہزاروی نائب صدر قرار پائے نائب ناظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی اور مرتضیٰ احمد

خان میکش کو سونپی گئیں۔ مولانا قلندر علی خان مرکزی ناظم اطلاعات چنے گئے، اس انتخاب کے بعد جمعیت علماء پاکستان کی قیادت نے تنظیمی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ ان دنوں باغیان اسلام انگریز کے چیلے اولاد مکمل طور پر ہر محاذ پر منظم ہو چکے تھے اور سیاسی محاذ پر جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی نمائندگی کر رہی تھی مذہبی نوعیت کے حساس مسائل کیلئے تنظیم اہلسنت کام کر رہی تھی۔ تبلیغی میدان میں تبلیغی جماعت سرگرم عمل تھی اور اسکول و کالج کی سطح پر جمعیت طلباء اسلام اور اسلامی جمعیت طلبہ اپنے مشن کی تکمیل کیلئے سرگرداں تھی

جماعت اہلسنت اور اے ٹی آئی کا قیام: ۔ ان تشویش ناک حالات میں جمعیت علماء پاکستان کے قیام کے بعد امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و عقیدت مند اپنے عہد کے شعلہ نوا خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ علیہ نے 1956ء میں جماعت اہلسنت کی بنیاد رکھی اس دور میں جماعت اہلسنت کے پلیٹ فارم پر زیادہ تر تبلیغی کام ہوا سنی حلقوں میں علم و عمل کی تحریک کو ابھارہ گیا لیکن اس وقت جماعت اہلسنت ملک گیر حیثیت اختیار نہ کر سکی۔ اسکے ساتھ ہی امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے 1967ء میں اپنے ایک ہونہار مرید جو بہت متحرک اور مذہبی درد رکھتے تھے حاجی محمد حنیف طیب سعیدی کے ذمہ یہ کام سونپا کہ وہ کالج اسکول کی سطح پر مخالفین کے اثر و رسوخ کا مقابلہ کرنے کیلئے کام کریں چنانچہ محسن اہلسنت الحاج حاجی محمد حنیف طیب سعیدی نے مفتی جمیل احمد نعیمی، محمد یعقوب قادری، عبدالستار اسماعیل فاروق مصطفائی، یونس اسماعیل، انور کمال راجپوت، محمد رفیق اور محمد شفیع کی مشاورت سے صرافہ بازار میٹھادر کی سبز مسجد میں ۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء میں انجمن طلباء اسلام کا تاسیسی اجلاس منعقد کیا اے ٹی آئی عشق مصطفیٰ ﷺ کی یہ عالمگیر طلباء تحریک بدعقیدگی اور دہریت کی موت ثابت ہوئی۔۔۔۔

قیام دعوت اسلامی کی پہلی کوشش:۔ لیکن دوسرا جو کچھ نہ کچھ تبلیغی نوعیت کا کام جماعت اہلسنت کے پلیٹ فارم سے ہو رہا تھا وہ یکسر ختم ہو گیا جبکہ انگریز سرکار کے تنخواہ دار مولوی الیاس کاندھلوی (مکالمۃ الصدیقین) کی تبلیغی جماعت جو انگریز کیا ایماء پر ہی قائم ہوئی تھی وہ مسلمانوں سے دین وایمان کی دولت چھیننے میں عجلت سے کام کر رہی تھی تو ایسے حالات میں امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۵ دسمبر ۱۹۷۸ء کو رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری مصنف 'تبلیغی جماعت' جو اس وقت انڈیا میں دعوت اسلامی طرز کی ایک جماعت کی بنیاد رکھ چکے تھے کو ایک مکتوب کے ذریعے پاکستان آنے کی دعوت دی ۲۸ دسمبر ۱۹۷۸ء کو دعوت اسلام کے قیام کے سلسلے میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ ارشد القادری سمیت دیگر اکابرین نے شرکت کی دوسرا اجلاس جامع مسجد گلزار حبیب کراچی میں خطیب پاکستان حضرت علامہ شفیع اوکاڑوی کی میزبانی میں ہوا چونکہ اوکاڑوی صاحب جماعت اہلسنت کے تحت تبلیغی امور سرانجام دے چکے تھے اس لئے علماء نے انہیں یہ ذمہ داری سونپنا چاہی لیکن انہوں نے اس سے معذرت کر لی اس اجلاس میں شریک امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ ،علامہ ارشد القادری، خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مفتی وقار الدین اور علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قابل ذکر ہیں۔

امیر اہلسنت کی نامزدگی:۔ اجلاس میں خطیب پاکستان کے انکار کے بعد شرکاء میں سے غالب گمان یہی ہے کہ وقار الدین علیہ الرحمۃ نے حضرت مولانا محمد الیاس قادری کا نام پیش کیا آپ اس وقت ایک تنظیم بنام 'انجمن اشاعت اسلام' قائم کر کے اس کے ذریعے وسیع پیمانے پر کام کرنے کا جذبہ رکھتے تھے آپ عظیم مجاہد جواں مرد جواں ہمت اور خدمت مسلک اہلسنت سے سرشار تھے آپ کے وجود میں عشق رسول ﷺ کا خمار تھا اعلیٰ کردار اور اعلیٰ گفتار

کے مالک تھے ۔تقویٰ ، پرہیز گاری کے پیکر تھے اور دینی حلقوں میں اچھی شہرت رکھتے تھے۔انجمن طلباء اسلام کی کئی نشستوں میں آپ درس بھی دے چکے تھے اسلیئے حضرت قبلہ مفتی (وقارالدین) صاحب کی تجویز پر اکابرین اہلسنت نے حضرت مولانا محمد الیاس قادری کو اجلاس میں فوری طور پر بلوایااو راس کام کی ذمہ داری سے آگاہ کیاتو حضرت صاحب نے ایک دن کی مہلت مانگی دوسرے ہی دن قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے دولت کدے پرحضرت مولانا محمد الیاس قادری نے یہ دینی ذمہ داری اس شرط پرقبول کی کہ **"میرے کام میں مداخلت کوئی نہیں کرے گا میں اپنی آزاد پالیسی کے ذریعے کام کروں گا"** اکابرین اہلسنت نے دیکھا کہ ان کے اندر ٹیلنٹ بھی ہےاور جذبہ وصلاحیت بھی ،تو یہ عظیم ڈیوٹی انہیں سونپی تو اس پر آپ دعوت اسلامی کا یہ کام لے کر چلے۔

پہلا تاسیسی اجلاس:۔ ۱۱ جنوری ۱۹۷۹ء کی شب یہ وہ روشن شب تھی کہ جب کاغذی بازار کی نور مسجد میں حضرت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے بارہ دوست واحباب کو جمع کر کے دعوت اسلامی کا تاسیسی اجلاس منعقد کیالیکن راہرو ملتے گئے کارواں بنتا گیا کے مصداق دعوت اسلامی کی پھیلتی ہوئی دعوت کے نتیجے میں سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد اس قافلے میں شامل ہوتی چلی گئی اوراب عصر حاضر میں دعوت اسلامی ایک بہت بڑی تنظیم ہے اور پھر دعوت اسلامی کے بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر یہ عظیم کام شہرت دوام حاصل کرنے والی مسجد جامع مسجد شہید میں منتقل کرنا پڑا۔

دعوت اسلامی کے سات نکات:۔ دعوت اسلامی کا نصب العین درج ذیل سات نکات تھے

۱۔ارکان اسلام :توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لانااور نماز ،روزہ ،زکوۃ ،حج ،کے مسائل سیکھنااوران پر عمل کرنا۔

۲۔اتباع سنت: سرکار دوعالم ﷺ کی پاکیزہ سنتوں کے مطابق اپنی زندگی کو استوار کرنا۔

۳۔ذکر ودرود بھیجنا: روزانہ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کیلئے وقت نکالنا اور سرور کونین ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا

۴۔حقوق العباد:۔ والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، زوجین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق اور بندوں کے حقوق کا ہمیشہ پاس کرنا۔

۵۔کسب حلال:۔ حلال روزی کے لیے جدوجہد کرنا۔

۶۔اخلاص وایثار:۔ ہر کام خلوص کے ساتھ کرنا اور دین کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار رہنا۔

۷۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر:۔ نیکیاں کرنا اور دوسروں کو ان کی رغبت دلانا برائیوں سے بچنا اور دوسروں کو ان سے بچانا۔

قیام دعوت اسلامی کا پس منظر:۔ گویا جن حالات میں دعوت اسلامی کا تاسیسی اجلاس منعقد ہوا اس وقت انگریز اپنے ایجنٹوں کے ذریعے برصغیر میں اپنے مذموم مقاصد کے حصول میں کوشاں تھا اور اسکے آلہ کار اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ذیاب فی الثیاب لب پر کلمہ دل میں گستاخی کے مصرعہ پیرا تھے مسلمانان برصغیر میں افتراق وانتشار کی آگ بھڑ کا رہے تھے اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ جب بھی کبھی انسانی قدروں کو پامال کیا گیا اخلاق وکردار کی دھجیاں اڑائی گئیں اقامت دین اور جدید دینی تعلیمات کی آڑ میں مسلمانوں کو صحابہ واہل بیت اطہار اور اولیائے کرام وصوفیاء عظام سے برگشتہ کیا گیا اصلاح وتجدید کے نام پر مخصوص متنازعہ اور شخصی نظریات پھیلائے گئے منفی نظریات دھونس ودہشت کے زور سے ٹھونسنے کی کوششیں ہونے لگیں غلبہ حق کے نام پر بدمذہبی اور بے دینی کا زہر پھیلایا گیا احکام شرح کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی گئی حقوق اللہ کو پس پشت ڈال دیا گیا حقوق

انسانی کے مجسمہ پر کاری ضرب لگانے کی کوششیں کی گئیں۔

اہل حق کا قافلہ:۔ تو فطرت کی اس پکار پر لبیک کہنے والے اٹھ کھڑے ہوئے اور انسانیت کو شرف کے مقام سے گرا کر اسفل السافلین میں شامل کرنے والوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے وہ مردان حریت باطل کے ہتھکنڈوں کے سامنے فولاد کی دیوار ثابت ہوئے اور اپنے جواں عزائم اور ارادوں کے ساتھ برائی کے بڑھتے ہوئے طوفانوں کے سامنے بند ھ باندھ کر کھڑے ہو گئے ان کے حوصلے اور جرات کے تحت دریا اپنا رخ بدلنے پر مجبور ہو گئے اور ہواؤں نے اپنی سمت تبدیل کر لی اور اہل حق پکار اٹھے

ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا

آئے دنیا ہمارے ساتھ چلے

دعوت اسلامی بھی ایسے جان نثار اور سر فروش سنی مسلمانوں کی تنظیم ہے کہ جس نے برائی کے ہر سیلاب کے سامنے بندھ باندھ دیا اور قرآن وسنت کے مطابق انسانی زندگی کے ذریعے رضا الٰہی کا حصول اپنا مقصد ٹھرایا اور اس کے حصول کے لیے کوشاں ہوگئی اور اس مقصد کیلئے تبلیغ اسلام کے میدان کو معرکہ حق و باطل کا مرکز ٹھرلیا۔

دعوت اسلامی اور عشق رسول ﷺ:۔ کسے علم تھا کہ ۱۱ جنوری ۱۹۷۹ء کی اس بابرکت شب میں عروس البلاد ساحل سمندر سے اٹھنے والی صوم وصلاۃ وتبلیغ اسلام کی یہ عالمگیر تحریک بد مذہبی و بدعقیدگی لادینیت اور دہریت کی موت ثابت ہوگی دعوت اسلامی نے ضلالت و گمراہی کے سیلاب میں گھرے مسلمانوں کے قلوب میں اسلام کی حقیقی روح عشق مصطفٰی ﷺ کی شمع فروزاں کی اور مسلمانوں میں سنن رسول ﷺ کو عام کیا انہیں تقویٰ و پرہیز گاری کا پیکر بن کر تبلیغ میں مصروف کر دیا یہ دعوت اسلامی ہی کی برکت ہے کہ آج لاکھوں نوجوانوں کے چہرے سنت رسول ﷺ سے مزین ہیں اور ان کے سروں پر عمامے شریف کے تاج سجے

ہوئے ہیں اور ان اسلامی بھائیوں نے لوگوں کے دلوں میں اسلامی روح بیدار کرنے کو اپنی زندگی کا مقصد ٹھرایا ہوا ہے، محبت رسول ﷺ کا پرچار ان کی اولین ترجیح ہے اور محبتِ رسول ﷺ کے پرچار کو دعوت اسلامی نے اس لیے زندگی کا مقصد قرار دیا ہے کہ یہی وہ جذبہ جو کہ غزوہ بدر واحد وغزوہ تبوک وخندق میں صحابہ اکرام ﷡ کے کام آیا تھا۔''

(اسلام کا نظام تبلیغ اور دعوتِ اسلامی از علامہ حبیب الرحمٰن سعیدی ص ۱۴ تا ۲۵)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ دعوت اسلامی کن ادوار میں رونماں ہوئی اور آپ نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ امیر دعوت اسلامی کو کن علماء نے منتخب کیا یہاں میں ان عقل سے عاری اور متعصب حضرات سے پوچھتا جو کہتے ہیں کہ امیر دعوت اسلامی عالم دین نہیں ہیں کیا وہ علماء جنہوں نے مولانا محمد الیاس قادری صاحب کو ایک ایسی تحریک کے لیے منتخب کیا جس میں تبلیغ کے لیے ہر قدم پر تعلیم وتعلم سے واسطہ پڑتا ہے کیا وہ علماء اس چیز سے ناواقف تھے یا پھر ان کے پیش نظر یہ تھا کہ مولانا موصوف تو صرف ایک عابد ہیں، ایک متقی ہیں یا صرف ایک عام مسلمان ہیں؟؟؟

بحرِ دعوتِ دین کا دھارا

الحمد للہ ﷯ دعوت اسلامی عالم اسلام کی ایک ایسی معروف تحریک ہے جس سے استفادہِ عام کا حصول ہوا ہے جس کو ہر ذی شعور با خوبی جانچ سکتا ہے۔ راقم کی مندرجہ تحریر سے بہر حال یہ تو عیاں ہو گیا کہ تحریکِ دعوت اسلامی ہمارے معاشرہ کے لیے کتنی ضروری چیز ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر میں اپنے ان احباب سے گزارش کرتا ہوں جو بات بات میں ایک ایسی تحریک کو قلماً وسخناً نقصان پہچانے کی کوششِ لا حاصل کر رہے ہیں جو ہمارے قلوب واذہان کا ایک جز لاینفک ہے ہمیں تو تحریک کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جس نے ہم کو راہ راست کا مسافر بنایا۔ دیکھیں! انسان غلطی کا پتلا ہے بھولنا انسان کی سرشت میں شامل ہے

اگر تحریکی ارکان و تحریکی پیچیدہ عناصر سے کوئی ایسا عمل رو پزیر ہوتا ہے جو ہمارے فہم میں غلط ہے یا کوئی ایسا عمل جو ہماری طبیعت کے غیر موافق ہوتا محسوس ہوتا ہے تو ہمیں تحریک کی دیگر تعمیری پہلوں کو دیکھنا چاہیے نہ کہ منفی پہلوں کو اجاگر کرنا چاہیے۔

بعض عوام اس بات کے شاقی ہیں کہ اسلامی بھائی اپنے پیر کی مدح سرائی میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور اپنے شیخ کو دیگر مشائخ وعلماء سے بالا سمجھتے ہیں اور امیر اہلسنت کے نام کے ساتھ ایسے ایسے القابات منسوب کرتے ہیں جو بہت عظیم اشخاص کا ہی حصہ ہیں اور پیر صاحب کے سامنے ان کے مریدین ومحبین مناقب عطاریہ پڑھتے ہیں تو امیر اہلسنت خاموشی اختیار کرتے ہیں اور میں اپنی سابق تحریر میں اعلحضرت علیہ الرحمہ کے حوالہ سے بیان کر آیا ہوں کہ اگر کوئی عالم ومرشد سمجھتا ہے کہ میری مناقب وتوصیفی کلمات سے عوام کی رغبت میری جانب مبذول ہوگی جس کی بنا پر میں ان کی تربیت اخلاق کر سکوں گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ایک مستحسن عمل ہے ایسے معترض احباب سے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر تو ایسا ہے ہی نہیں یہ آپ کی فقط ایک غلط فہمی ہے، یا پھر غلط رپورٹنگ کا پیش خیمہ ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ آپ کا اعتراض درست ہے تو میں گزارش کرتا ہوں کہ اس میں شرعی حرج کیا واقع ہو رہا ہے۔ مزید امام اہلسنت کی ایک توضیح ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ ﷻ جوابِ اعتراض پر ایک مستند دلیل ثابت ہوگا۔

ایک سائل نے اعلحضرت فاضل بریلوی ؒ سے سوال کیا کہ کوئی پیر اپنی مدح میں اشعار سنے اور مریدوں کو انعامات دے تو اس کے بارے شرع کا کیا حکم ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب عنایت فرماتے ہوئے فرمایا:

"....ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف ومشہور کے ساتھ، جیسے شمس الائمہ وفخر العلماء وتاج العارفین وامثال ذالک (اماموں کے آفتاب، اہل علم کے لئے

فخر، اور عارفوں کے تاج، اور اسی قسم اور نوع کے دوسرے توصیفی کلمات جو ممدوح کی تعریف وتوصیف ظاہر کریں) کہ مقصود اپنے عصر یا مصر کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۃً حب مدح نہیں خیر نصح مسلمین ہے اور وہ محض ایمان ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جدید ۲۱/ ۵۹۷)

فتویٰ مرقومہ سے عیاں ہو گیا کہ اگر کوئی شیخ یا قائد اپنے تعریفی کلمات کو بنیت حسنہ سنے یا لکھوائے جس سے عوام کو اپنی طرف مرغوب کرنا مقصود ہو، تاکہ لوگ دعوت دین کو توجہ سے سنیں تو یہ غیر شرعی نہیں بلکہ ایک مستحنہ عمل ہے۔

عالم معصوم نہیں ہوتا

اگر کسی شخص کو کسی عالم دین میں کسی قسم کی خامی یا بے عملی محسوس ہوتی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص اِس کو اپنا نکتہ تنقید بنالے، شرعاً و اخلاقاً یہ درست نہیں ہے۔امیر اہلسنت کی شخصیت ہمارے لیے مژدہ جانفزا ہے، اگر کسی کو ان میں بھی کسی قسم کی کوئی کوتاہی و خامی دکھائی دیتی ہے تو ہم کو اس بارے میں زباں درزی سے گریز کرنی چاہے اور مصلحت ِشرعیہ کا تقاضہ بھی یہی ہے اگر چہ امیر اہلسنت کی عظیم روحانی ہستی کے بارے لاکھوں لوگ گواہی دے سکتے ہیں کہ آج تک ہم نے آپ کی ذات میں کوئی غیر شرعی کام نہیں دیکھا۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

"مقاصد شرع سے ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ رفق وتیسیر پسند فرماتی ہے، نہ معاذ اللہ تضییق وتشدید، ولہٰذا جہاں ایسی دقتیں واقع ہوئیں علمائے کرام انھیں روایات کی طرف جھکے ہیں جن کی بناء پر مسلمان تنگی سے بچیں رد المختار کی کتاب الحدود میں

ہے:ھو خلاف الواقع بین الناس و فیه حرج عظیم لانه یلزم منه تاثیم الامة یہ لوگوں میں مروج کے خلاف ہے اور بہت بڑا حرج ہے کیونکہ اس سے پوری امت کو گنہگار ٹھہرانا لازم ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جدید ۱۱/۱۵۱)

اور اصول شرع ہے کہ:

"اذلیس من قضیة الشرع الکریم والعقل السلیم رد شئی خفیف بار تکاب ثقیل عظیم " شریعت مطہرہ اور عقل سلیم اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ معمولی چیز کو کسی عظیم اور بھاری چیز کے ارتکاب سے ختم کیا جائے۔

علماء کا اختلاف رحمت ہے

اختلافات ہماری زندگی کا ایک حصہ ہیں اگر اختلاف نہ ہوتو ہمیں اپنی غلطیوں کا احساس کس طرح ہو اور پھر اختلافات ہمیں جینے کی نئی راہیں متعین کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں لیکن جہاں تک علماء کے باہمی اختلافات کی بات ہے تو کبھی تو یہ عوام پر اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں تو کہیں یہی اختلافات عوامی امنگوں کی دھجیاں بکھیرتے دکھائی دیتے ہیں اسی طرح کسی بھی قوم کے علماء جو کہ اس قوم کے مذہبی سپوت ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ قوم کو مذہبی رواداری سکھاتے ہیں اور قوم ان کے اقوال وافعال کو مذہبی حجت سمجھتے ہیں اسی طرح علماء اسلام کا بھی حال ہے کہ یہ علماء دین شرع متین کے سپوت ہیں اور امت مسلمہ ان کو اپنا پیشواہ و رہبر تسلیم کرتے ہیں اگر ان میں باہمی اختلافات ہوں تو عوام ان اختلافات کو غلط ارنگ دیتے ہیں جو کو بعد ازیں ایک بہت بڑے نقصان کا باعث بنتے ہے اور اگر دقیق نظری سے دیکھا جائے تو اسلام میں رخنہ درازی کا ایک باعث یہ اختلافات علماء بھی ہے چاہے یہ اختلافات فروعی ہی کیوں نہ ہوں کیوں کہ عوام کی سمجھ میں یہ اصولی وفروعی کی دقیق ابحاث آنے والی نہیں ہیں اگرچہ علماء کا اختلاف رحمت ہے لیکن اگر

علماء کرام ان فرائی ابحاث کو نشر و اشاعت کے بازار کی زینت بنائیں گے تو بہت مشکل ہے کہ امت ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو سکے۔

علامہ سعیدی اس کے بارے رقم طراز ہیں:

''اصول دین اور عقائد میں اختلاف ناجائز ہے اسی طرح بغض وحسد کی بنا پر کسی عالم کا دوسرے سے اختلاف بھی جائز نہیں، البتہ مسائل فرعیہ میں اختلاف جائز ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی غیب داں نے ارشاد فرمایا ''میری امت کا اختلاف رحمت ہے''۔

(الجامع الصغیر ۱/ ۴۸)

اس حدیث کو نصر المقدسی ﷫ نے 'الحجہ' میں اور امام بیہقی ﷫ نے 'الرسالۃ الاشعریۃ' میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے اور حلمی قاضی حسین اور امام الحرمین وغیرہ نے بھی اس کو وارد کیا ہے، اور شاید کہ حفاظ کی بعض کتب میں اس کی تخریج ہے جو ہم کو نہیں ملی''۔

(ماخوذ از تبیان القرآن ۲/ ۲۹۴)

اختلافِ علماء میں عوام بھائیوں کو کیا کرنا چاہیے

اختلاف علماء میں عوام کو چاہیے کہ خاموشی اختیار کریں کیونکہ علماء جب ایک دوسرے سے کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ کسی دلیل شرعیہ کی بنا پر کرتے ہیں اب ہوتا یہ ہے کہ ایک عالم نے کسی سے اختلاف کیا تو اس کے چاہنے والوں نے بھی اُس معترض عالم سے بغض رکھنا شروع کر دیا حالانکہ نہ تو عوام کے سامنے مسئلہ کی نوعیت ہوتی ہے اور نہ ہی علمی ذخائر کہ جس کی بنا پر وہ مسئلہ کو سمجھ سکیں۔ یاد رکھیے تمام علماء حق ہمارے سروں کے

تاج ہیں یہ نہ ہو کہ کسی عالم سے بغض وعناد رکھ کر ہم جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالیں اور ابدی عذاب اپنا مقدر بنالیں۔

حرف آخر

خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے

بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے